ماہنامہ
مجلّۃ الحقیقہ
سرگودھا پاکستان



اعلانِ ختمِ نبوّت ـــ درسِ قرآن

عرفانِ ختمِ نبوت ـــ درسِ حدیث

محمد عربی ﷺ کابروئے ہر دو سراست

کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او



کلمۃ الحقیقہ

کاش ہم بھی بیدار ہوں

سرپرست اعلیٰ کے قلم سے

مرزا قادیانی کا

مختصر تعارف

فتنۂ قادیانیت اور اکابرِ اہلِ سنّت

ناموسِ صحابی

زیڈ اے سلہری کے انکشافات

ختمِ نبوّت نمبر

دیگر علمی اور تحقیقی تحریروں سے مالا مال

حمد و نعت

پروفیسر محمد حسین آسی

ہواؤں کو نہ کچھ بھی ناخداؤں پہ بھروسا ہے
مری کشتی کو مولا کی عطاؤں پہ بھروسا ہے

نبی کے فیض سے میرا توکل ہے خدا پہ ہی
وہ ڈوبیں جن کو اپنے دیوتاؤں پہ بھروسا ہے

نہیں مٹ سکتا رب کو صدق دل سے ماننے والا
وہ فانی ہیں جنہیں جھوٹے خداؤں پہ بھروسا ہے

وہ رکھے یاد قصہ آگ کو گلزار کرنے کا
اگر باطل کو نمرودی جفاؤں پہ بھروسا ہے

ابابیلوں سے جس نے ابرہہ کے فیل مروائے
ہمیں اس قدرت حق کی اداؤں پہ بھروسا ہے

جو بازار نبی میں بک گئے وہ بک نہیں سکتے
خدا کے دین کو ان باوفاؤں پہ بھروسا ہے

ندامت ان کو لے جائے گی دامان شفاعت تک
ارے زاہد مجھے اپنی خطاؤں پہ بھروسا ہے

خدا شاہد انہیں کچھ ڈر نہیں خورشید محشر کا
جنہیں سرکار کی کملی کی چھاؤں پہ بھروسا ہے

کبھی والشمس کے جلووں کا مینہ ہم پہ بھی برسے گا
ہمیں واللیل کی کالی گھٹاؤں پہ بھروسا ہے

سنا ہے غم کے ماروں کو بلا لیتے ہیں طیبہ میں
در سرکار کی قدسی فضاؤں پہ بھروسا ہے

ہجوم غم میں بھی آسی کو ہم نے مطمئن پایا
کہ اس کو شیخ کامل کی دعاؤں پہ بھروسا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط

اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔ (التوبہ ۷۳)

زیرِ سرپرستی

مفکرِ اسلام

حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی

مدیرِ اعلیٰ: شجاعت علی مجاہد

مدیرِ مسئول: ابوطلحہ نوری

ماہنامہ مجلۃ الحقیقہ شکرگڑھ پاکستان

جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ ستمبر ۲۰۰۱ء

جلد نمبر ۱ شمارہ نمبر گیارہ 12

اس شمارے میں

مشاورت

صاحبزادہ محمد نور المصطفٰے رضوی

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری — محمد رضاء الدین صدیقی

زیرِ اہتمام

حاجی اخلاق احمد نقشبندی

مشیرِ قانون

غلام فرید چوہدری

ایڈووکیٹ، ایم اے، ایل ایل بی

[illegible] چیمبرز، ہائیکورٹ لاہور

زرِ تعاون

پاکستان (فی پرچہ)	10 روپے	
سالانہ (100+24 روپے ڈاک خرچ) = 124 روپے		
یورپ (فی پرچہ)	1 پونڈ	سالانہ 10 پونڈ
یو ایس اے (فی پرچہ)	1.5 ڈالر	سالانہ 15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	سالانہ 30 ریال

اشتہارات کے لئے

سائز	زرِ تعاون
بیرون ٹائٹل	1000 روپے
اندرون ٹائٹل	800 روپے
بیرون بیک ٹائٹل	700 روپے
اندرون بیک ٹائٹل	500 روپے

برائے رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکرگڑھ

پبلشر پروفیسر محمد حسین آسی نے پرنٹرز فرحان محمود داتا دربار مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر شیران اسلام نقش لاثانی نگر، شکرگڑھ (نارووال) سے شائع کیا

ہدیہ: خصوصی شمارہ (ختم نبوت نمبر) 15 روپے

کلمۃ الحقیقۃ

کاش ہم بھی بیدار ہوں

خدارا آنکھ کھول اور دیکھ تو اے ملتِ بیضا | کہ تیری کیا روش ہے اور کیا رفتار دنیا کی
اِدھر دنیا و مافیہا سے تو اس وقت تک غافل | اُدھر اسلام پر برسوں سے پیہم یورش اعدا کی

ظفر علی خاں مرحوم

ڈیڑھ سو سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ مشرقی پنجاب کے قصبہ قادیاں میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مرزا قادیانی تھا۔ بقول اس کے اس کا باپ بھی اسلام کا غدار تھا، چنانچہ اُس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کا ساتھ دینے پر اپنے بدیسی آقاؤں کی غلامی کو ترجیح دی اُس کا بڑا بھائی دینا نگر کا تھانیدار تھا اور خود وہ غداری میں ان سب سے آگے نکل گیا یعنی انگریزوں سے سودا بازی کر کے نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ انگریز مسلمانوں کے نظریہء جہاد سے بہت خطرہ محسوس کرتے تھے، اُنھوں نے پہلے چند ملاؤں کو خریدا جن کے ذریعے جہاد کے ختم ہونے کا فتویٰ لیا۔ اس طرح ملا تو بدنام ہو گئے اور جو انگریز کا اصل مقصد تھا وہ پورا نہ ہوا۔ اُنھوں نے سوچا کہ جو حکم 'وحی' کے ذریعے نافذ ہوا۔ اُسے صرف فتویٰ سے نہیں روکا جا سکتا لہٰذا ایک جدید 'نبوت' کا سہارا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے کئی ضمیر فروشوں سے رابطے کیے اور باقاعدہ اُن سے سیالکوٹ کے ڈی۔ سی آفس میں انٹرویو لیے۔ آخر کار اُنھیں مرزا قادیانی پسند آ گیا جو گویا اس دَور کا سب سے بڑا ملحد، دین فروش، جھوٹا، مفسد اور کمینہ و کاذب تھا۔ ظاہر ہے اس نے ان کی ہر شرط پوری کر دی اور باقاعدہ طور پر انگریزوں کی 'وحی' قبول کرنے پر تیار ہو گیا۔ سچ فرمایا سچے اللہ نے سچے قرآن میں

اولیاء لیجادلوکم وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی (انعام ۱۲۱)

ترجمہ: اور بے شک شیطان ضرور اپنے دوستوں کی طرف 'وحی' کرتے ہیں تاکہ تم سے جھگڑیں

مرزا قادیانی کچھ عرصہ سیالکوٹ کینٹ کی مسجد مبارک میں بھی زیر تعلیم رہا تھا۔ سنا ہے کہ اُس کے استاد اپنی فراست مومنانہ سے دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ مرزا ملحد و مرتد ہوگا۔

اس بدنصیب کو بجائے اس کے کہ اپنی دین فروشی اور ضمیر فروشی پر کوئی خلش محسوس ہوتی، اپنے آپ کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہنے پر فخر کرتا رہا۔ دیکھئے ذرا اس کا حال، باپ غدار، بھائی انگریزوں کا تھانیدار اور خود انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور وہ بھی خار دار۔ ایک عرصے تک انگریزوں کے نان و نمک پر گزارا کر کے بڑی ذلت سے آخر بیت الخلا میں مر گیا اور جس ریل گاڑی کو خر دجال کہتا تھا۔ اس میں لاہور سے قادیاں لا کر دفن کیا گیا۔ مگر جس اولاد کو پیچھے چھوڑ گیا اور جس امت کی تربیت کر گیا، اس کی غداری میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ گردشِ روزگار کے ساتھ ساتھ جہاں بھی اسے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان

> امریکی دباؤ کے تحت ہم نے قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ وہ ملکی قوانین کی دھجیاں اڑائیں یا آئین پاکستان کی بےحرمتی کریں، ہم اُنھیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

> حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تقریباً تمام عالم کفر اسلام کو عموماً اور پاکستان کو خصوصاً صفحہءِ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے۔

پہنچانے کا موقعہ ملا، اُس نے پہنچایا۔ سچ کہا کسی شاعر نے

سگِ دنیا پس از مردن بھی دامنگیر دنیا ہو
کہ اس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھاس پیدا ہو

پاکستان کی تحریک چلی تو ان کا قبلہ لندن ہی رہا اور انھوں نے مسلمانوں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔ پاکستان کا قیام قریب آیا تو انھوں نے علاقہ قادیاں کو الگ یونٹ بنوانے کے لئے گورداسپور کو اقلیت میں بدل دیا اور پٹھانکوٹ سے کشمیر کا راستہ بھارت کو دے دیا۔ پاکستان بن گیا، قادیانی ادھر آ گئے مگر کیوں؟ شر وفساد کے لئے۔ آج بھی ان کی سوچ تبدیل نہیں ہوئی۔ مرزا بشیر الدین محمود کو ربوہ میں امانتاً دفن کیا گیا ہے اور اس کی وصیت ہے کہ اسے قادیان دفن کیا جائے۔

پاکستان کے عظیم بانی حضرت قائد اعظم علیہ الرحمہ سخت بیماری میں مبتلا رہ کر ۱۹۴۸ء میں راہی ملکِ بقا ہو گئے۔ چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی جسے وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے کسی 'مخصوص' مجبوری کی بنا پر وزارتِ خارجہ کا قلمدان سونپا تھا نے حضرت قائد اعظم کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ۱۷، ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو قادیانیوں نے جہانگیر پارک کراچی میں اپنے سالانہ جلسے کا اہتمام کیا اور ظفر اللہ خاں قادیانی کا خصوصی خطاب 'اسلام زندہ مذہب ہے' کے عنوان سے رکھا۔ اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے عوامی دباؤ پر ظفر اللہ کو خطاب کرنے سے روکا تو اس نے جواب دیا "وزارت سے استعفیٰ دے سکتا ہوں مگر مذہبی پیشوا کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔" چنانچہ اس نے شرکت کی، خطاب کیا اور اصل اسلام کو مردہ اور قادیانیت کو زندہ اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی۔ (منیر انکوائری رپورٹ ص ۷۷)

تمام ملک میں شورش برپا ہوئی اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس کے اولین مرکزی صدر غازیٔ کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ تھے۔ وہ حالات کو پرسکون دیکھنے کے لئے علماء کا ایک وفد لے کر وزیر اعظم (خواجہ ناظم الدین) کے پاس گئے اور اُسے سمجھایا کہ حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں۔ ظفر اللہ خاں قادیانی کو فی الفور کابینہ سے نکال دیا جائے، ویسے بھی یہ باہر جا کر پاکستان کی نہیں، قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے اور اسلام دشمنوں کا ایجنٹ ہے۔ وزیر اعظم نے جواب دیا

> آپ مطالبہ تو کر رہے ہیں کہ سر ظفر اللہ خاں کو علیحدہ کر دیا جائے مگر آپ اس مشکل کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ اگر ہم سر ظفر اللہ خاں کو علیحدہ کر دیتے ہیں تو ہمارے کتنے کام بگڑ جائیں گے اور ہم کن مشکلات میں پھنس جائیں گے۔
>
> آپ یعنی (حضرت مولانا ابوالحسنات علیہ الرحمتہ) جلال میں آ کر فرمانے لگے
>
> "خواجہ صاحب ہم تو اللہ کے نیک بندے سے ملنے اور اپنی گذارشات عرض کرنے آئے تھے، ہمیں معلوم نہ تھا کہ ہم سر ظفر اللہ خاں کے بندے سے ملاقات کر رہے ہیں۔"

بہر حال تحریک چلی۔ مسلمانوں نے قربانیاں دیں، نہ وزارتِ عظمیٰ پر خواجہ ناظم الدین رہا اور نہ وزارتِ علیا پر ممتاز جاں دولتانہ۔ ہاں شمع رسالت کے بزرگوں نے جانوں کے نذرانے دے کر یا قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے عشق کا لوہا منوالیا اور ایک عرصے تک ایوانِ اقتدار پر جاں نثارانِ عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت چھائی رہی۔

ذوالفقار بھٹو کی وزارتِ عظمیٰ کے دوران مرزائیوں کے حوصلے پھر بلند ہو گئے انھیں خیال تھا کہ بھٹو اسلام کے بارے میں آزاد منش سا آدمی ہے لہٰذا انھوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر چند مسلمان نوجوانوں پر جو ایک سیاحتی دورے سے واپس آ رہے تھے، مسلح حملہ کر دیا۔ چنانچہ پھر شورش اٹھی اور آخر کار بھٹو حکومت نے عوامی دباؤ اور پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔ چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء سے یہ آئینی طور پر بھی غیر

مسلم ہیں۔ یعنی قادیانی بھی اور لاہوری بھی مرزائی جو مرزا کو نبی کی بجائے مجدد ہی مانتے ہیں۔

چونکہ قادیانی اپنے آغاز ہی سے شر انگیز اور فطرت کے اعتبار سے مفسد ہیں، اس لئے کھل کر یا چھپ کر ان کی مفسدانہ کارروائیاں جاری ہی رہیں۔ حتیٰ کہ قانون کو ایک بار پھر انگڑائی لینی پڑی اور ملت کی بیداری سے متاثر ہو کر جناب جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کر دیا جس کی رُو سے مرزائی اپنی عبادتگاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں اور نہ امہات المومنین اور صحابہ کرام جیسی اصطلاحات اپنے مرزا قادیانی کے متعلقین کے لئے استعمال کر سکتے ہیں، نیز اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ بھی نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ دکانوں پر کلمہ شریف یا کوئی آیت وغیرہ بھی نہیں لکھ سکتے۔

آرڈیننس تو یہی ہے اور نافذ بھی ہے مگر حکومتوں کے معاملات تقریباً اُسی قسم کے ہیں جیسے خواجہ ناظم الدین نے بیان کئے تھے۔ چنانچہ قادیانی لوگوں نے عموماً اپنی شرارتوں میں کوئی کمی نہیں کی۔ سب سے زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ انھیں فوج جیسے حساس ادارے سے بھی نہیں نکالا گیا بلکہ مدتوں تک ایٹمی توانائی کا گویا مدارالمہام وہ ناپاک شخص رہا جو جنونی قسم کا قادیانی تھا اور جسے نوبل پرائز بھی اُس کی قادیانیت کی وجہ سے اسلام کے بدترین دشمنوں یعنی یہودیوں نے دیا تھا۔ وہ پاکستان کے خلاف جاسوسی کرتا تھا اور یوں اُس نے وطنِ عزیز کو حد درجہ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تقریباً تمام عالم کفر اسلام کو عموماً اور پاکستان کو خصوصاً صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے۔ اسلام دشمنوں کا سب سے بڑا سرغنہ امریکہ ہے اور اسرائیلی ریاست گویا اس کی ناز پروردہ سدھائی ہوئی کتیا ہے۔ انجمن اقوام متحدہ ایک فاحشہ عورت ہے جو امریکہ کے اشارے پر ناچ رہی ہے۔ امریکہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے مگر دھونس دھاندلی سے جس کو چاہتا ہے دہشت گرد قرار دے دیتا ہے۔ اس کی متعصبانہ فطرت کسی نہ کسی مسلمان ملک کو اپنی دہشت گردی کا شکار بنائے رکھتی ہے۔ ہمارا جرم ضعیفی دیکھیئے ہم کھل کے اپنے دشمن کو بھی دشمن نہیں کہہ سکتے۔ وہ ہم پر اور ظلم کرتا ہے، ہم اُسے اور مہربان کہتے ہیں۔ وہ ہمیں مارنے کی تیاری کرتا ہے ہم اسے بھی اس کا اندازِ معشوقانہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے ہاں عموماً حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں امریکہ کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں اور اس کے ہلکے سے تبسم کو اپنی کامیابی کی علامت سمجھتے ہیں لہذا اسے کسی قیمت پر بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ ہم تو ہم ہیں، ہم سے زیادہ حرم کے پاسبانوں نے اُسے سر چڑھا رکھا ہے۔ وہ اسلام دشمنی کی وجہ سے یہود کی طرح قادیانیت کی پرورش بھی کرتا ہے۔ امریکی دباؤ کے تحت ہم نے قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ وہ ملکی قوانین کی دھجیاں اڑائیں یا آئین پاکستان کی بے حرمتی کریں، ہم انھیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ وہ ہمارے ایٹمی پروگرام کے خلاف پروپیگنڈا کریں، ہمارے راز دشمنوں تک پہنچائیں وطن عزیز میں اپنا لٹریچر پھیلائیں، ہمارے دین متین کے خلاف ہرزہ سرائی کریں۔ ہم اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتے وہ امریکہ کے منظور نظر ہیں۔ مرزائی یورپ افریقہ امریکہ اور دوسرے براعظموں ہی میں نہیں، مسلمان ملکوں میں بھی بیسیوں مشنوں کے ذریعے قرآنِ پاک کے غلط ترجے اور اسلام کا معاذ اللہ قادیانی ایڈیشن عام کر رہے ہیں اور خود وطن پاک بھی اُن کے مکروہ منصوبوں کی زد میں ہے، کیوں؟ اس لئے کہ ہم بیدار نہیں، کاش ہم بھی بیدار ہوں اور اتحاد و تنظیم سے دشمنوں کی سازشوں کا جواب دیں۔

الحقیقہ کا ختم نبوت نمبر

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل الحقیقہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائی۔ ربیع الاول شریف کے علمی و تحقیقی میلاد نمبر کے بعد اب ختم نبوت نمبر آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے، ختم نبوت نمبر ادارہ نے نہایت محنت و کاوش کے ساتھ مرتب کیا ہے، تاکہ ہمارے عوام الناس اسلام دشمن عناصر کی ناپاک سازشوں سے آگاہ ہو سکیں اور ختم نبوت پر جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس نمبر کی تیاری میں جن علماء کرام نے ہمارے ساتھ تعاون فرمایا اور جن کرم فرماؤں نے قیمتی مشوروں سے نوازا ہم سب کے تہ دِل سے ممنون ہیں۔ اور الحقیقہ کو مزید معیاری مجلّہ بنانے کے لئے مدد کے خواستگار ہیں۔

درسِ قرآن

اعلانِ ختم نبوت

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

ارشادِ خداوندی ہے

نہیں محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں میں آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

(سورۃ الاحزاب)

اشارات

☆ یہ آیتِ مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان فرما رہی ہے۔

☆ امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے

ختم اللہ بہ النبیین قبلہ فلا یکون نبی بعدہ یعنی خاتم النبیین کا معنی یہ ہے خدا اللہ نے آپ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

☆ خاتم النبیین کا معنی ہے آخری نبی، جیسا کہ مجمع بحار الانوار جلد اول میں رقم ہے "اَلْخَاتَمُ وَ الْخَاتِمُ فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفتح اسم ای آخرھم وبالکسر اسم فاعلٌ"۔

☆ اس آیت کے تحت حضرت امام حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ ہمارے نبی کے بعد اب کسی نبی کی بعثت نہیں ہو گی۔ کیونکہ فرمانِ باری ہے کہ محمد اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور حضور نے خود فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اب جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے وہ کافر ہوگا کیونکہ اس نے نص کا انکار کیا اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگا۔

☆ مفردات راغب اصفہانی میں ہے، لانہ' خَتَمَ النبوۃ ای تَمَّمَھَا بِمَجِیئِہٖ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کو ختم فرمایا یعنی اسے تشریف لا کر مکمل کر دیا۔

☆ حضرت علامہ ابن جریر علیہ الرحمہ نے فرمایا انہ' الذی ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیھم، انہ' آخر النبیین یعنی حضور وہ ہیں جن پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا، بے شک وہ آخری نبی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ ص ۱۶)

☆ حضرت امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا کتاب و سنت سے صراحتاً ثابت ہے اور اس پر اجماع اُمت ہے، اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے، اور اگر وہ اصرار کرے تو اُسے قتل کیا جائے۔ (رُوح المعانی جلد ۲۲ ص ۳۴)

☆ حضرت علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے لکھا "فھذہ الآیۃ نص فی انہ' لا نبی بعدہ'، و اذکان لا نبی بعدہ' فلا رسول بالطریق الاولی"، یہ آیت اِس عقیدے میں نص ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب نبی نہیں ہو سکتا تو بطریق اولیٰ رسول بھی نہیں ہو سکتا۔ اس مضمون کی احادیث صحابہ کرام کی جماعت نے متواتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائیں۔ جو بھی قیامت تک اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کی طرح نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال ہوگا۔ (ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۹۳)

☆ خاتم النبیین، میں جمع سالم پر الف لام ہے، ایسا ہو تو جملہ نحویین کے مطابق حقیقی معنیٰ مراد ہوگا، قادیانی خاتم کا مجازی معنیٰ "افضل" وغیرہ مراد لیتے ہیں، یہاں مجازی معنیٰ کی گنجائش نہیں، خاتم کا معنیٰ آخری ہی آیت کا مفاد ہے۔

☆ اُمت کے تمام مفسرینِ قرآن کا اجماع ہے کہ خاتم کا معنیٰ آخری ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۷۸۶، صاوی جلد ۳ ص ۲۶۳، ابوالسعو د جلد ۶ ص ۷۸۸، تفسیراتِ احمدیہ ص ۴۰۶ وغیرہ،

☆ قادیانی لفظ ''خاتم النبین'' کو خاتم الشعراء پر قیاس کرتے ہیں۔ مثلاً غالب کو خاتم الشعراء کہا جائے تو کیا کہا جائے گا کہ غالب کے بعد کوئی شاعر نہیں ہوسکتا، ہمارے نزدیک یہ قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ خاتم النبین کلام خالق ہے، خاتم الشعراء کلام مخلوق، کلام خالق کو، کلام مخلوق پر قیاس کرنا درست نہیں، بھلا قدیم کو حادث پر قیاس کرنا کونسا انصاف ہے، ثانیاً خاتم الشعراء میں جمع مکسر پر الف لام ہے جس میں مجازی معنیٰ کی گنجائش نکل سکتی ہے، خاتم النبیین میں ایسا اُصول کے خلاف ہے، کیونکہ یہاں اِستغراقِ حقیقی کا فائدہ حاصل ہورہا ہے۔ ثالثاً نبوت کو شاعری پر قیاس کرنا عجیب ہے۔ شاعر تو ہوتے رہتے ہیں، ولی بھی، عالم بھی، محدث بھی ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن حضور کے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن نہیں۔ یہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے، اسی لئے یہ آیت مبارکہ اِمتناعِ نظیرِ مصطفےٰ کی اوّلین دلیل ہے، جس پر علماء حق کا اجماع ہے۔ مفتی محمد شفیع کراچوی نے بھی لکھا ہے۔

''اگر خاتم النبیین اور لا نبی بعدی میں تاویلاتِ باطلہ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا تو پھر بت پرست اور مشرکین کو بلکہ ان کے معلم و امام ابلیس کو بھی دائرہ اسلام سے خارج و کافر نہیں کہہ سکتے۔ اور جو لوگ ایسی تاویلاتِ باطلہ کر کے امت کے اجماعی عقائد اور قرآن و حدیث کی واضح تصریحات کی تکذیب کرنے والوں کو امتِ اسلامیہ سے علیحدہ کرنے کو اس لئے بُرا سمجھتے ہیں کہ اس سے اسلامی برادری کو نقصان پہنچتا ہے۔ ان کی تعداد کم ہوتی ہے یا اُن میں تفرقہ پڑتا ہے تو اُنہیں غور کرنا چاہیے کہ اگر تفرقہ اور اختلاف سے بچنے کے یہی معنیٰ ہیں کہ کوئی کچھ کیا کرے اور کہا کرے مگر اس کو دائرۂ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے تو پھر ان مٹھی بھر ملاحدہ و زنادقہ سے ملت کو کیا سہارا لگتا ہے؟ ایسی پوچ تاویلات کے ذریعے تو سارے جہان کے کافروں کو ملتِ اسلامیہ میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایسی ہی رواداری کرنا ہے تو پیٹ بھر کے کی جائے تاکہ دنیا کی ساری قومیں اور سلطنتیں اپنی ہوجائیں اور کفر و ایمان کی یہ جنگ ہی ختم ہوجائے'' (کفر و ایمان ص ۴۸)

حضرت امام حلیمی علیہ الرحمہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے، ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ (ظاہری) میں یا بعد کسی شخص کا یہ تمنا کرنا کہ کسی طرح وہ نبی ہوتا، ان تمام صورتوں میں وہ کافر ہوجائے گا۔ اور ظاہر ہے اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے ہو یا دِل سے۔

(اعلان بقواطع الاسلام)

☆ بلکہ امام الائمہ حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فتوٰی ہے کہ

نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے اب جو کسی سے اس کی نبوت کی دلیل طلب کرے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا۔

☆ حضور مردوں میں کسی کے باپ نہیں تو بھائی کیسے ہوسکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''بڑے بھائی کی مثل'' کہنا پرلے درجے کی گستاخی ہے۔ کچھ نام نہاد مسلمانوں کو انہیں گستاخیوں کی شہ پاکر دجال قادیانی کی نبوت کے عقیدے پر شب خون مارنے کی جسارت ہوئی ہے۔

☆ مولانا سلیمان منصور پوری نے لکھا ہے کہ بعض صوفیہ نے جو غلبہ حال کی وجہ سے انا الحق کی بات کہی ہے لیکن اُن کو بھی کبھی ادعائے نبوت کا حوصلہ نہ ہوا، (ملخصاً) گویا

با خدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار

مرزانیوں کے نزدیک تمام غیر مرزانی غیر مسلم ہیں

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے (انوار خلافت ص ۹۰ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

درسِ حدیث

عرفانِ ختمِ نبوت

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

ارشادِ مصطفوی ہے

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے تمام نبیوں پر چھ فضیلتیں عطا کی گئیں، ٥ مجھے جامع کلمات دیئے گئے ٥ میری رعب سے امداد کی گئی ٥ میرے لئے غنائم حلال کیے گئے ٥ میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی قرار دی گئی ٥ مجھے تمام مخلوق کی طرف رُسول بنا کر بھیجا گیا ٥ میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا (مسلم شریف مشکوٰۃ کتاب الفتن)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور فخرِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بنی اسرائیل کے انبیاءِ کرام اُن کی پاسبانی کرتے تھے، ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرے نبی اُس کے جانشین ہو جاتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، (متفق علیہ)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''بے شک رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی ہو گا'' (ترمذی، احمد)

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں سب نبیوں سے آخری ہوں اور تم سب اُمتوں سے آخری ہو، (ابنِ ماجہ)

☆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے اُن میں سے ہر کوئی یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، اور میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، (ترمذی، ابوداؤد)

اشارات

☆ ان احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوا کہ قرآنِ پاک کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ پاک نے بھی عقیدہ ختمِ نبوت کی حقانیت پر زور دیا ہے۔

☆ جملہ لا نبی بعدی، خاتم النبیین کی تفسیر ہے، اِس جُملہ نے لفظِ خاتم کے جملہ مجازی معنوں کو رد کر دیا۔ اب اس کا سب سے پہلے یہی معنیٰ مقصود ہے یعنی آخری۔

☆ لا نفی جنس استعمال ہوا۔ جو نکرہ پر داخل ہوا ہے، اس کا معنیٰ ہے کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے۔

☆ مفسرین فرماتے ہیں ''خاتم النبیین'' کے بعد لا نبی بعدی بطور تفسیر مذکور ہے۔ اور اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ کے لئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغائر کو اور عطف بیان چاہتا ہے کمالِ اتحاد کو۔ اور کمالِ وحدت اور مغایرت جمع نہیں ہو سکتی'' (مسک الختام ص ۲۳)

☆ یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ذاتی، عرضی، اصلی، ظلی، بروزی، غیر تشریعی اور تشریعی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مقامِ مدح بھی ہے۔ کیونکہ یہ حضور کا امتیازی وصف ہے۔ جو دیگر امتیازی اوصاف کے ساتھ بیان ہوا، یہ اوصاف کسی اور کو نصیب نہ ہوئے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس کذابوں کا ذکر فرمایا، معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت مستقبل کے فتنوں کو مشاہدہ فرما رہی تھی، اُمت کو ان فتنوں سے خبردار رہنا چاہیے۔

☆ ان آثار مرفوعہ سے معلوم ہوا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ سلم کے بعد کوئی نبی متصور کیا جائے تو حضور کی خاتمیت میں فرق آتا۔ جو کہتے ہیں فرق نہیں آتا وہ کتاب وسنت کے خلاف بات کرتے ہیں۔

☆ اتنے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے کسی ''ضعیف اثر'' سے استدلال کر کے ختم نبوت کی خود ساختہ تشریحات کو عام کرنا اور اُمت کی گمراہی کے دروازے کھولنا عذاب کا موجب تو ہوسکتا ہے، ثواب کا نہیں۔

☆ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں، آپ عربی لغت کی کوئی بھی کتاب اٹھائیں وہاں بھی آپ کو خاتم کا معنی افضل وارفع نہیں ملے گا۔ مثال کے طور پر ''لسان العرب'' جو عربی کی مستند ترین لغت ہے کی عبارت پیش کر رہا ہوں

''جب کوئی چیز اپنی انتہا کو اور آخر کو پہنچ جائے تو عرب کہتے ہیں ختم الشی یختمہ اور ہر چیز کے آخر کو خاتم کہتے ہیں۔ مثلاً سورت کی آخری آیت کو خاتمۃ سورۃ کہیں گے۔ ختام القوم خاتمھم وخاتمھم ان لفظوں کا معنی ہے قوم کا آخری فرد، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی معنی میں خاتم الانبیاء ہیں، خاتم اور خاتم حضور کے اسماء میں سے دو اسم ہیں، قرآنِ کریم میں خاتم النبیین کا جو لفظ ہے اس کا معنی ہے سب کے آخر میں آنے والا'' (ضیاء القرآن سورۃ الاحزاب)

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول ما نبوت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم ما اقوام را
لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفےٰ است
خدمتِ ساقی گری باما گزاشت
داد مارا آخریں جامے کہ داشت
قوم را سرمایہ قوت ازو
حفظ سرِّ وحدتِ ملت ازو

پاکستان سے وفاداری کا ثبوت

یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔

سر ظفر اللہ قادیانی کا بانی پاکستان کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار

چوہدری ظفر اللہ قادیانی سابقہ وزیر خارجہ پاکستان نے قائداعظم کے جنازہ میں شرکت نہ کی، جب پوچھا گیا تو جواب دیا۔ آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں، یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔ (حوالہ زمیندار اخبار لاہور ۸۔ فروری ۱۹۵۰ء)

قسط نمبر 9

عقیدۂ توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

اوپر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ محبوبانِ خدا کے کمالات و تصرفات جادوگروں، نجومیوں اور کاہنوں کے برعکس کفر و شرک کی دعوت نہیں دیتے بلکہ وہ اللہ واحد و یکتا کی قدرت کاملہ کا پرچار کرتے ہیں اور ان کمالات کی بنیاد کلامِ خداوندی کی طاقتوں پر ہوتی ہے۔ جس کا اللہ کی کتاب سے جتنا تعلق ہوگا، اتنا ہی طاقتور ہوگا اور جو جتنا دُور ہوگا، اتنا ہی کمزور ہوگا۔ انسانوں میں اللہ کے نبی علیہم السلام سب سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں کیونکہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے، وحی کا برداشت کر لینا خود بڑی طاقت کی علامت ہے۔ قرآنِ پاک میں ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ (الحشر۔۲۱)

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے

(کنز الایمان)

ذرا فرمایئے، جس قرآن کو پہاڑ برداشت نہ کر سکیں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ قرآن فرماتا ہے

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ (آل عمران۔۷)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری

(کنز الایمان)

کتنی طاقت ہے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی، مگر یہ طاقت تو وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ کو نزول قرآن پاک سے پہلے عطا فرمائی گئی تا کہ آپ قرآنِ پاک کا نزول برداشت کر سکیں، پھر قرآن کا بے پناہ علم دیا گیا تو طاقتوں میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت آصف برخیا رضی اللہ عنہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی تھے محض کتاب زبور یا تورات کے اس علم کی بناء پر (جس سے انہیں نوازا گیا تھا) دوسرے ملک سے تختِ بلقیس آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آتے ہیں اور یونہی یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو قرآنی علم نے اتنا طاقتور بنا دیا تھا کہ اگر پہاڑوں پر اپنا بھید ڈالیں تو وہ بھی چکنا چور ہو کر ریت کے ذرات میں مل جائیں۔ سوچئے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا علم قرآن یقیناً حضرت آصف برخیا رضی اللہ عنہ کے علم زبور و تورات سے زیادہ طاقتور ہے تو کسی صحابی کے علم قرآن میں کیا طاقت ہوگی اور پھر وہ مقدس ہستی جس پر قرآنِ پاک نازل ہوا نیز جسے اللہ نے خود قرآن پاک سکھایا اور جسے بنی نوع انسان کو قرآن سکھانے کے لئے بھیجا، اس کی

محبوبانِ خدا کے کمالات و تصرفات جادوگروں، نجومیوں اور کاہنوں کے برعکس کفر و شرک کی دعوت نہیں دیتے بلکہ وہ اللہ واحد و یکتا کی قدرتِ کاملہ کا پرچار کرتے ہیں اور ان کمالات کی بنیاد کلامِ خداوندی کی طاقتوں پر ہوتی ہے۔ جس کا اللہ کی کتاب سے جتنا تعلق ہوگا، اتنا ہی طاقتور ہوگا اور جو جتنا دُور ہوگا، اتنا ہی کمزور ہوگا۔ انسانوں میں اللہ کے نبی علیہم السلام سب سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں کیونکہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے، وحی کا برداشت کر لینا خود بڑی طاقت کی علامت ہے۔

طاقت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اگر ایسی شخصیتِ مقدسہ درختوں کو چلا دے، چاند کو چیر دے اور ڈوبا ہوا سورج لوٹا دے تو کیا تعجب۔

قربِ خداوندی

انبیائے کرام علیہم السلام ہوں یا اولیائے عظام رضی اللہ عنہم، ان سب کی طاقتوں کا دارومدار قربِ خداوندی پر ہے۔ پھر یہ قرب اور علم وعرفانِ خداوندی لازم وملزوم ہیں۔ یعنی جسے اللہ کا جتنا قرب میسر ہے، اُتنا ہی اُسے علم وعرفان حاصل ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں جسے اللہ کا جتنا علم وعرفان حاصل ہے۔ اُسے اتنا ہی قرب میسر ہے۔ اب اس آیت پر غور فرمائیے جو اولیاء اللہ کی منقبت میں ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲)

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم (کنز الایمان)

بلاشبہ اس آیت میں اولیاء اللہ کی سیرت کا ہر پہلو نکل سکتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے مگر اُن کی عظمت کا پہلو تو بالکل ظاہر ہے۔ یعنی اُنھیں کوئی خوف نہیں، آخر کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ کے ولی یعنی مقرب ہیں۔

دنیا وآخرت کی سب سے بڑی طاقت اللہ کا قرب (وولایت) ہے، جو جتنے قرب پر فائز ہے، اُتنی ہی بڑی طاقت کا مالک ہے۔ اللہ والوں کے مقابلے میں دنیا والے بالکل ہیچ ہیں کیونکہ اللہ کے مقابلے میں دنیا کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں۔

منکرین کی بدبختی

پھر جس طرح اللہ والوں کے مقابلے میں دنیا والوں کی طاقت ہیچ ہے یونہی اللہ والوں کے سامنے دنیا والوں کا علم بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ محبوبانِ خدا کے منکر پر اللہ کی مار ہے۔ اللہ ان کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہے (بخاری شریف) اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہابیوں کے مشہور عالم دین مولانا عبدالجبار غزنوی کے مطابق اللہ جس کے خلاف اعلانِ جنگ کرے، اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ ایمان سلب ہو گیا تو ان کی سب صلاحیتیں بیکار ہو گئیں۔ سو یہ بہرے ہوتے ہیں اس لئے حق کی آواز کا ادراک نہیں کر سکتے، یہ گونگے ہوتے ہیں حق ان کی زبان پر آنہیں سکتا یہ اندھے ہوتے ہیں اس لئے ایمان اور قرب کے جلوے دیکھ نہیں سکتے اور جب سمعی بصری طاقتیں بیکار ہو گئیں تو ان کا دینِ حق کی طرف پلٹنا ممکن نہ رہا ہاں ہاں یہ ہے مفہوم قرآن

صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ (البقرہ۔۱۸)

ترجمہ: بہرے، گونگے، اندھے تو پھر وہ (حق کی طرف) آنے والے نہیں (کنز الایمان)

ان کی اندھی اور اوندھی موت کا تماشا دیکھئے جس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں، اُسی کے خلاف سب سے زیادہ محاذ آرائی کرتے ہیں۔ بات کوئی ہو اور کہیں سے شروع کریں، ان کی تان شانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار پر ہی ٹوٹتی ہے۔ آپ نے کسی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوگا، وہ بہانے بہانے ادھر اُدھر کی بات کر کے پھر شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ آتا ہے اور اس کی گفتگو کا محور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر ہی ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ و بے ادب، بات کوئی کر رہا ہو، آخر کار اس کی تان گستاخیٔ رسول پر ہی ٹوٹتی ہے۔ اس کی تازہ مثال الدعوۃ (اگست ۲۰۰۱ء) میں شائع ہونے والی ایک تحریر ہے، مراقبوں والا نیا روحانی نظام جسے کسی قاضی کاشف نیاز نے لکھا ہے۔ چند سطروں سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ کراچی کے کسی شمس الدین عظیمی کی کتاب 'مراقبہ' اور روحانی ڈائجسٹ پر تبصرہ مقصود ہے۔ عنوان ساتھ ہی نیچے لکھا ہے

'مسلمانوں میں ہندوازم اور بدھ ازم پھیلانے کی سازش، یہ ان کا عام انداز ہے کہ وہ معمولات جو اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور محدثین، فخام میں مروج رہے ہیں، یہ عقل وایمان کے اندھے انھیں شرک و بدعت سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔ مثلاً یہی مراقبہ، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہم الرضوان جیسے بزرگ نہایت ہی مفید گردانتے رہے ہیں، یہ بیچارہ انہی کو اپنی گندی فطرت کے مطابق

ہندومت اور بدھ مت کے پھیلانے کی سازش قرار دے رہا ہے۔ گذشتہ قسط میں آپ دیکھ چکے ہیں مراقبہ والوں نے کفر کے کن کن ستونوں کو گرادیا مگر حافظ سعید اینڈ کمپنی کو اصرار ہے کہ یہ سب کفر و شرک پھیلاتے رہے،

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

بدبختی کی انتہاء دیکھئے بات چلی تھی مراقبوں سے اور تان ٹوٹی انکار علم حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ توبہ توبہ کتنا بغض ہے اسے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے، اللہ اسے غارت کرے، اسی قسم کے بدبخت گروہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا تھا

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

چنانچہ اس کی ہرزہ سرائی ملاحظہ ہو

اگر مراقبہ سے غیب کی باتیں معلوم کی جاسکتیں تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر واقعہ افک میں الزام لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مراقبہ کرکے اس واقعہ کی فوراً حقیقت بتادیتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا۔ (الدعوۃ ص ۲۰)

یہ ہے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر ان کے ایمان کا حال کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زوجہ محترمہ تک کی بریت کا علم نہیں، ادھر برصغیر کے اولین وہابی مولانا محمد اسمٰعیل کو دیکھئے اپنے مریدوں کو کائنات کے ذرے ذرے کا علم حاصل کرنے کا طریقہ کس طرح دکھا رہے ہیں۔

برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع برلوح محفوظ شغل دورہ کند و طریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شد پس استعانت ہماں مشغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوال آنجا دریافت کند و با اہل آں مقام ملاقات سازد

دیکھئے اور شرمائیے کہ شغل دورہ کرنے والا کوئی ہو، اُسے ارواح، ملائکہ ان کے مقامات زمین و آسمان لوح محفوظ جنت و دوزخ جہاں کی سیر کرنا چاہے کرسکتا ہے مگر نبی الانبیا علیہم السلام کو نہ نبوت کے نور کے ساتھ، نہ مراقبے اور شغل دورہ سے یہ علم و سیر حاصل ہو سکے۔

علم غیب کے منکر

رہ گیا حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ افک تو پہلے دور سے لے کر آج تک کے سارے منافقین نے اسے رٹ لیا ہے۔ اور بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی سے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں اس کے تفصیلی جواب کی گنجائش نہیں۔ مختصر یہ کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً اس کا علم تھا چنانچہ بخاری شریف کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی اترنے سے پہلے ہی فرمادیا تھا۔

وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا

ترجمہ: اللہ کی قسم میں نے اپنی اہلیہ کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانا

صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے نہیں، اکابر صحابہ نے اپنے اپنے رنگ میں استدلال کیا اور سب نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بریت کو حتمی و یقینی سمجھا۔ پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا ہر ہر ورق پکار پکار کر ان کی عصمت کی گواہی دے رہا تھا، اسی لئے قرآن پاک نے منافقوں کی مذمت کے ساتھ ساتھ اُن سادہ دل مسلمانوں کی سرزنش کی جنھیں اتنی واضح حقیقت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔ چنانچہ قرآن پاک نے فرمایا

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ○

(النور۔۱۲)

ترجمہ: کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے (کنز الایمان)

گویا ایمان و ایقان کا ہی نہیں عقل و دانش کا بھی یہی تقاضا تھا

کہ جس طرح بعض اکابر صحابہ نے کھل کر حضرت سیدہ کی بریت کی بات کی تھی، باقی مسلمان بھی کرتے۔ انصاف سے سوچئے جس بصیرت کی عام صحابہ سے توقع کی جارہی ہے اور جس کا ثبوت خواص نے پیش کیا، وہابیوں کے نزدیک اتنی بصیرت خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاذ اللہ حاصل نہیں تھی۔ رہ گیا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنجیدہ خاطر ہونا تو الزام درست ہو یا نادرست، صاحب کردار ضرور پریشان ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ جنھیں شرم وحیا سے واسطہ نہ ہو، ان باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے، ورنہ باشعور و باغیرت لوگ یہ جان کر بھی کہ ان کی عزت کے خلاف جھوٹی تہمت گھڑی گئی ہے، ضرور پریشان ہو جاتے ہیں اور حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء کا کافروں اور مشرکوں کی غلط باتوں سے پریشان ہونا تو قرآنِ پاک سے بھی ثابت ہے۔ مثلاً

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ۝

(الحجر۔۹۷)

ترجمہ: بیشک ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی (بیہودہ) باتوں سے تنگدل ہو جاتے ہیں۔

برادرانِ اسلام، ذرا غور کیجئے "الدعوۃ" پارٹی کا طرزِ فکر و طرزِ عمل کہ ان بدبختوں کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم پر بھی یقین نہیں یعنی اس اصدق الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم پر یقین نہیں جنھیں ابولہب اور ابوجہل بھی الصادق اور الامین کہتے تھے۔

اسی مضمون میں قاضی غیر عادل نے ستر قاریوں کے شہید ہونے سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی کی ہے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا کہ کفار ان قاریوں کو شہید کر دیں گے تو انھیں نہ بھیجتے۔

یہ ہے نجدی ذہنیت۔ یہ بھی دیکھئے کہ اس ذہنیت نے یہ طرز استدلال کہاں سے سیکھا ہے۔ چنانچہ سنئے، برصغیر میں قیامِ پاکستان سے پہلے ایک ہندو مناظر تھا دیانند۔ اس نے اپنے مذہب کی حمایت اور دوسرے مذاہب کی تردید میں کتاب لکھی جس کا نام بھی ستیارتھ پرکاش۔ اس میں وہ مسلمانوں کے اس عقیدے پر کہ اللہ عالم الغیب ہے، تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر اللہ عالم الغیب ہوتا تو بعض نبیوں کو اس نے ایسی قوموں کی طرف کیوں بھیجا جنھوں نے انھیں شہید کر دیا دیکھا تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ (اُن کے دل ایک دوسرے سے مشابہ ہو گئے) کا جلوہ۔ ان بدبختوں کو کون سمجھائے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ایک ایک کام میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں جنھیں سمجھنے والے بھی پوری طرح نہیں سمجھ سکتے، رہ گئے دیانندی اور نجدی، یہ تو بیچارے پہلے دن ہی سے ناسمجھ ہیں۔ چنانچہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس جس انداز میں شوق شہادت کا مظاہرہ کیا، بعد میں آنے والوں کے لئے از حد ہمت افروز اور ولولہ خیز ہے۔ بعض چشم دید گواہ اس واقعے سے متاثر ہو کر بعد میں مسلمان بھی ہو گئے۔ (دیکھئے تفصیل کے لئے الکلمۃ العلیا) پھر ان سب کے علاوہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روانگی سے پہلے اشارتاً فرما بھی دیا تھا (جیسا کہ صحاح کی بعض روایات میں ہے) اِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْهِمْ اَهْلَ نَجْدٍ (بیشک میں ان کے بارے میں اہل نجد سے ڈرتا ہوں) یہ قاتل اور ساتھ لے جانے والے نجدی ہی تو تھے، اب بھی نجد اسلام اور مسلمانوں کے لئے خطرے کا باعث ہے (چنانچہ سعودی عرب نے اسلام کے بدترین دشمن کو سر چڑھا لیا ہے اور اس کے اشارۂ ابرو پر ناچتا ہے) گویا نجدیوں کے بارے میں زبانِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے نکلا ہوا ایک ایک جملہ کتنا عمیق و وسیع ہے۔ "الدعوۃ" کے کارکنوں کو غور کرنا چاہیے کہ انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے انکار ہے اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مختصر سے جملے میں نجدیت کی ساری تاریخ سمیٹ رہے ہیں۔

یہاں زیادہ کی گنجائش نہیں۔ مختصراً یوں سمجھ لیجئے کہ قرآنِ پاک

چنانچہ سنئے، برصغیر میں قیامِ پاکستان سے پہلے ایک ہندو مناظر تھا دیانند۔ اس نے اپنے مذہب کی حمایت اور دوسرے مذاہب کی تردید میں کتاب لکھی جس کا نام بھی ستیارتھ پرکاش۔ اس میں وہ مسلمانوں کے اس عقیدے پر کہ اللہ عالم الغیب ہے، تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر اللہ عالم الغیب ہوتا تو بعض نبیوں کو اس نے ایسی قوموں کی طرف کیوں بھیجا جنھوں نے انھیں شہید کر دیا

کی بعض آیتوں میں یہ مضمون ملتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں اور بعض آیتوں میں یہ وضاحت ہے کہ اللہ نے اپنے رسولوں کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآنِ پاک میں تضاد نہیں تو بظاہر یہ اختلاف کیا۔
حقیقت یہ ہے کہ علمِ غیب کے انکار والی اکثر آیات کا رخ کاہنوں اور نجومیوں کی طرف ہے جنھیں مشرکین غیب دان سمجھ بیٹھے تھے، اور مراد یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا لہٰذا جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کے غیب جاننے کے دعوے غلط ہیں، غیب تو وہ جانے جسے اللہ اس کا علم بخشے۔ اور جنھیں وہ علم غیب بخشتا ہے، وہ کون ہیں۔ اس کے رسول، نبی اور دوسرے مقرر بندے۔ چنانچہ یہی مفہوم ہے دوسری آیات کا۔ نیز کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کے دعویٰ کی نفی کرائی گئی تو اس میں تواضع کی تربیت بھی مقصود ہے اور اس حقیقت کا اظہار بھی کہ اللہ کے سوا ذاتی طور پر کوئی غیب نہیں جانتا۔ اور یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا، اللہ کا علم بلکہ ہر کمال غیر محدود اور ذاتی، باقی سب کا کمال اس کے آگے محدود اور وہ بھی عطائی۔

منصبِ نبوت

حقیقت یہ ہے نبی کا علم غیب اس کی نبوت کی ہی دلیل نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے علم غیب بلکہ اُس کے موجود ہونے کی دلیل بھی ہوتا ہے۔ نبی بظاہر لکھا پڑھا نہ ہونے کے باوجود جب کائنات کے سربستہ رازوں سے پردہ اُٹھاتا ہے تو عقل اس کی توجیہ اس کے سوا کیا کر سکتی ہے کہ فی الواقعہ اس (نبی) کا تعلق کسی ایسی ذات سے ہے جو ہمہ دان ہے اور جب نبی اپنے معجزات، تصرفات کا جلوہ دکھاتا ہے تو خلوص کے ساتھ سوچنے والے کو کوئی شک نہیں رہتا کہ یقیناً اس (نبی) کو یہ طاقت وقدرت بخشنے والا قادر مطلق ہے۔ چنانچہ لفظ نبی نبأ سے مشتق ہے یا نبوٗ سے۔ نبأ (یعنی خبر) سے مشتق ہو تو نبی سے مراد وہ شخص جو اللہ سے خبریں لے اور دنیا کو خبریں سنائے۔ نبوٗ (یعنی بلندی) سے مشتق ہو تو مراد ہے ہر غیر نبی سے بلند شان والا۔ دنیا کے انس وجن اور آسمان کے فرشتے وہ عظمت وقدرت نہیں رکھتے جو اللہ کے نبی کو حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ متکلمین نے آج تک 'نبوت' کا جو مفہوم جس طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے، اس کا انداز ملاحظہ ہو۔ زرقانی شریف میں حضرت علامہ غزالی قدس سرہ سے منقول ہے۔

''نبوت ایک ایسا وصف ہے جو صرف نبی میں ہوتا ہے، دوسرے میں نہیں۔ اور اسی ضمن میں وہ مخصوص قسم کے خواص سے مختص ہوتا ہے،

۱۔ جو امور اللہ جل جلالہ اور اس کی صفات نیز ملائکہ اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں، نبی ان کے حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات اور زیادتی، کشف وتحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔

۲۔ ان کی ذات میں ایک ایسا وصف ہوتا ہے جس سے معجزات وغیرہ واقع ہوتے ہیں جس طرح ہمیں حرکات ارادیہ کا اختیار ہے۔

۳۔ نبی میں ایک ایسا وصف ہوتا ہے جس سے وہ ملائکہ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس طرح انکھیارا اندھے سے ممتاز ہوتا ہے۔

۴۔ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہوتا ہے جس کے باعث وہ غیب کی آئندہ باتوں کا ادراک کر لیتا ہے۔

تاریخ کو کونسا طالب علم نہیں جانتا کہ جلال الدین اکبر کے زمانے میں ابوالفضل اور فیضی نے جب فلسفے کے زور پر مقام نبوت سے بغاوت کی تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے متکلمین کے انداز میں نبوت کی حقیقت کو سمجھانے کی کوشش کی (اس وقت آپ کی عمر مبارک صرف اکیس بائیس سال تھی) اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ نبوت عقل سے بلند ایک مقام ہے جہاں ایسی آنکھ کھل جاتی ہے جو غیب دیکھے۔
امام غزالی اور اسی طرح امام ربانی علیہما الرضوان نے نبوت کی تعریف اور نبی کی پہچان کے بارے میں جو فرمایا ہے، آپ بڑی آسانی سے انبیائے کرام علیہم السلام کے کمالات وتصرفات کی روشنی میں اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک کا مطالعہ کریں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات دیکھتے جائیں۔ ہمارے دور میں جن لوگوں نے اپنی نام نہاد توحید کی آبرو بچانے کے لئے نبیوں کے علم غیب کا انکار کیا ہے، انھوں نے بھی اپنی کتابوں میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں درج کی ہیں بلکہ بعض اسی عنوان سے پوری پوری کتاب لکھ دی ہے۔ یہ پیشگوئی کیا ہے، مستقبل کے بارے میں پیشگی خبر، اور لکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا، ہو کے رہ۔ تو فرمائیے یہ غیب ہی

تو ہے گویا علم غیب نہ مانتے ہوئے بھی اسے مان رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں عزیز القدر محمد کاشف سے ایک اپنے علم کا مدعی اور نبی علیہ السلام کے علم کا منکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سنانے لگا تو انھوں نے پوچھا کہ علم غیب اور پیشگوئی میں کیا فرق ہے؟ وہ بیچارہ مبہوت ہو کے رہ گیا۔

ختم نبوت اور مرزا

'الحقیقہ' کا موجودہ شمارہ 'ختم نبوت نمبر' ہے۔ خیال یہ تھا کہ ختم نبوت میں نقب لگانے کی ناکام کوشش کرنے والے مرزا قادیانی کے

> مشہور مستشرق۔ ایچ۔ آر۔ گب نے آکسفورڈ یونیورسٹی کی مجلس کے سامنے ایک تقریر کے دوران کہا
> ''تاریخِ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا، لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیا کا اندازِ فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا اور اس کو اپنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی''

کذاب و دجال ہونے کا ذکر کیا جاتا مگر 'الدعوۃ' کے قاضی کاشف کی ہرزہ سرائی آڑے آگئی اور بات لمبی ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اپنے پاک بندوں کو قسما قسم کمالات و تصرفات عطا فرماتا ہے اور یہ ان کے قرب خداوندی بلکہ توحید خداوندی کے دلائل ہوتے ہیں، اس کے برعکس وہ اپنے دشمنوں کو ذلیل کرنے کے لئے انھیں قدم قدم پر جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کا یہی حال تھا۔ وہ اپنے دور کا سب سے بڑا ملعون، مکار اور کاذب تھا اس لئے اس کا جس سچے بلکہ جھوٹے سے بھی مقابلہ ہوا، چت گرا اور خوب ذلیل ہوا۔ مسلمان تو مسلمان ہیں، اُس نے اگر کسی ہندو عیسائی، یہودی وغیرہ سے بھی مقابلہ کیا اور کوئی پیشگوئی کی تو خدا نے اس کی پیشگوئی کو پورا نہیں ہونے دیا۔ کیونکہ اس کے مقابلے میں آنے والا غیر مسلم بھی زیادہ سے زیادہ کاذب اور دجال تھا تو مرزا قادیانی کذاب اور دجال تھا جیسا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا کے کذاب و دجال ہونے کا ایک اہم ثبوت اس کی یہی جھوٹی پیشگوئیاں ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ مرزا قادیانی کی بیوی حاملہ تھی۔ اُس نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا (جو تبلیغ رسالت ج ا ص ۵۸ میں درج ہے) کہ عنقریب ایک لڑکا پیدا ہوگا جو نہایت اعلیٰ صلاحیتوں والا ہوگا۔ بقول اس کے اس خوبصورت لڑکے کو قادرِ مطلق کی قدرتوں کا نشان ٹھہرایا گیا۔ پھر ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو لڑکا اسی حمل سے ہوگا یا قریبی یعنی دوسرے حمل سے۔ مگر پہلے حمل سے لڑکی پیدا ہوئی اور یہ آنے والا جو مرزا کے نزدیک مصلح موعود تھا، آتے آتے ۱۸۹۹ء میں آیا مگر وہ نو سال بھی پورے نہ کر سکا اور مر گیا۔

۲۔ ایک رشتہ دار نوجوان خاتون محمدی بیگم کے ہاتھوں دل بیقرار ہوا تو اشتہار شائع کر دیا کہ اس کا نکاح ضرور میرے ساتھ ہوگا بلکہ آسمانوں پر ہو چکا ہے۔ پھر راستے میں رکاوٹ ڈالنے والوں پر عذاب آئے گا مگر اس کے دشمنوں کو پیشگوئی موت آئی اور نہ نکاح مرزا کے ساتھ ہوا۔ بلکہ مرزا کے مرنے کے کئی سال بعد محمدی بیگم اور اس کا شوہر زندہ رہے۔

۳۔ جنوری ۱۹۰۳ء میں مرزا قادیانی کی بیوی حاملہ تھی۔ مرزا نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن کے ص ۱۳۹ پر اس حمل سے پانچویں لڑکے کی پیدائش کی پیشگوئی کی مگر اس حمل سے ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء کو لڑکی پیدا ہوئی جو چند ماہ کی عمر پا کر فوت ہوگئی۔

۴۔ مئی ۱۹۰۴ء میں مرزا کی بیوی حاملہ تھی، پیشگوئی داغی گئی کہ شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا (البشریٰ ج ۲ ص ۹۹) مگر ۲۴ جون ۱۹۰۴ء کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا۔

۵۔ اپنے دستِ راست مولوی عبدالکریم بیمار تھا۔ اس کی صحت کے متعلق زور شور سے پیشگوئیاں کی گئی، مگر ایک بھی پوری نہ ہوئی۔

(۶) ایک مرید تھا منظور محمد۔ اس کی بیوی حاملہ تھی۔ فروری ۱۹۰۶ء میں، پھر جون ۱۹۰۶ء کو پیشگوئی کی کہ لڑکا ہوگا، اور اُسے خدا کا نشان ٹھہرایا۔ اس کے دو نام بھی الہام کے ساتھ رکھ دیئے بشیر الدولہ اور عالم کباب۔ مگر وقت آنے پر لڑکی پیدا ہوئی۔

(۷) مرزا نے اپنے لڑکے مبارک احمد نامی کے بارے میں پیشگوئی کی تھی کہ "وہ عمر پانے والا لڑکا ہے مگر وہ بھی قریباً ۹ رسال کی عمر میں مرگیا۔ اس کو مصلح موعود بھی کہا تھا اور ایک پیشگوئی میں یہ بھی بکا تھا کَاَنَّ اللّٰهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (گویا کہ اللہ ہی آسمان سے اتر آیا ہے) ایک پیشگوئی کے مطابق "غلام حلیم" وغیرہ بھی کہا گیا تھا۔

(۸) یہی مبارک احمد ایک دفعہ بیمار پڑ گیا۔ مرزا نے صحت کی پیشگوئی کی مگر غلط نکلی

(۹) اپنی عمر کے بارے میں کئی بار پیشگوئیاں کرتا رہا جو سب کی سب جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئیں۔

(۱۰) مولوی محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) کے بارے میں پیشگوئی تھی کہ عنقریب مرزائی ہو جائیں گے مگر ایسا نہ ہو سکا۔

(۱۱) اپریل اور مئی ۱۹۰۵ء میں پے در پے کئی اشتہارات شائع کئے جن میں شدید ترین زلزلے کی پیشگوئی بار بار کی گئی۔ خود بھی اہل وعیال سمیت مکان چھوڑ کر باغ میں جاڈیرا لگایا مگر زلزلہ پھر بھی نہ آیا۔

ہم نے نہایت ہی اختصار سے اُس کی غلط پیشگوئیوں کا ہلکا سا نمونہ پیش کیا ہے۔ ورنہ اس بحر کی تہ کہاں۔ اُسے جھوٹ بولنے کی ایسی عادت تھی کہ خود سراپا کذب بن گیا تھا۔

اس کے مقابلے میں ہر مکتب فکر کے لوگ آئے۔ اسلام کا دفاع کرنے والوں میں جید علماء موجود تھے۔ وہ مشائخ وصوفیہ جن کا نام اس باب میں از حد روشن ہے، اُن میں فخر چشت اہل بہشت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ بہت نمایاں ہیں۔ حافظ سعید غور کرے اس وحدت الوجودی صوفی کی قیادت پر اہل سنت ہی نے نہیں، دیو بندی اور غیر مقلد علماء نے بھی اعتماد کیا اور عبدالجبار غزنوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری جیسے لوگوں نے اعلیٰ حضرت گولڑوی کو اپنا قائد تسلیم کیا۔ پیر صاحب نے صوفیہ کی خوب نمائندگی کی اور نبوت کے جھوٹے مدعی کے مقابلے میں اپنی علمی برتری کا لوہا ہی نہیں منوایا بلکہ تصرفات کے جلوے سے بھی اُسے مبہوت ومغرور اور اپنوں کو مطمئن کیا۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے جس سے اہلِ تصوف کی برکات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۸۹۸ء مرزا قادیانی نے منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں ایک جم غفیر کی موجودگی میں مینارِ پاکستان والی جگہ پر سٹیج لگائی گئی تھی اور بار بار اعلان کر رہا تھا کہ کوئی اس سٹیج پر آ کر مقابلہ کرے اور حق واضح کرے۔ اعلیٰ حضرت گولڑوی لاہور ہی میں تھے۔ سنا تو تشریف لے گئے۔ سٹیج پر چڑھ کر فرمایا کہ اسے مسیح موعود (نبی) ہونے کا دعویٰ ہے جبکہ اللہ نے اپنے فضل خاص سے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام ابن غلام ابن غلام کو اپنی ولایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ نبی کا درجہ ہر حال میں ولی سے بالاتر ہوتا ہے۔ یہ میرے سوالات کو پورا کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے ورنہ پھر میں اس کی تردید کی غرض سے بفضلِ خدا ان سوالات کا جواب دوں گا۔

۱۔ مرزا قادیانی حکم دے کہ دریائے راوی اپنا موجودہ رخ تبدیل کر کے فی الفور اس پنڈال کے ساتھ بہنا شروع کر دے یا میں ایسا کر دکھاتا ہوں۔

۲۔ ایک نہایت پاکباز کنواری لڑکی کو پنڈال کے نزدیک چوطرفہ پردہ میں رکھ کر دعا کی جائے کہ (بغیر مرد کے اختلاط کے) اللہ کریم اسے یہیں ایک لڑکا دے جو اس کی نبوت یا میری ولایت کی تصدیق کرے۔

۳۔ اپنے لعاب دہن سے باہر کڑوے پانی کی کنوئیں کو میٹھا کر دے یا پھر میں کر دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ

مرزا کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں تھا، اور وہ بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ حقیقت یہی ہے کہ قادیانیت ہو یا کوئی اور فتنہ، صوفیاءِ کرام کا سیرت وکردار، اور علم وعرفان اسے دبانے میں مرکزی کردار ادا کرتا رہا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے اسلام پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا اور ظاہری اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ تو صوفیائے کرام ہی نے اکثر وبیشتر اُن طوفانوں کا منہ موڑا جو (معاذ اللہ) اسلام کو صفحہءِ ہستی سے مٹانے کے لئے اٹھتے رہے ہیں۔ چنانچہ مشہور مستشرق۔ ایچ، آر۔ گب نے آکسفورڈ یونیورسٹی کی مجلس کے سامنے ایک تقریر کے دوران کہا

"تاریخِ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا، لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیا کا اندازِ فکر فوراً اس کی مدد کو آ جاتا تھا اور اس کو اپنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی"

(مقالاتِ ضیاء الامت ج ۱)

ترانۂ شیرانِ اسلام

غلام مصطفےٰ مجددی ایم۔اے

دہر میں پھیلی کفر کی صَر صَر   دھندلائے اُمید کے منظر
اُٹھا عشق کا پرچم لے کر   شیرانِ اسلام کا لشکر
نعرۂ تکبیر   اللہ اکبر

سر پہ زلفِ نبی کے سائے   دامن میں حق کے سرمائے
کس میں دم ہے سامنے آئے   گرجے جب اسلام کے پیکر
نعرۂ تکبیر   اللہ اکبر

اُبھرے چاند ستارے بن کے   نکلے شوق کے دھارے بن کے
چمکے خوب نظارے بن کے   پاک وطن کے پاک دلاور
نعرۂ تکبیر   اللہ اکبر

گستاخوں سے جنگ کریں گے   شیطانوں کو دنگ کریں گے
ظلم کا حلقہ تنگ کریں گے   یہ خالد کے جوش کے مظہر
نعرۂ تکبیر   اللہ اکبر

اِن کے دِل میں نام خدا کا   اِن کے ہاتھ میں جام رضا کا
اِن کا کام ہے کام وفا کا   یہ توحید کے سر کا جھومر
نعرۂ تکبیر   اللہ اکبر

یہ غوثِ بغداد کے پیارے   شیخ مجدد کے شہ پارے
شاہ لاثانی کے تارے   نقشِ لاثانی کے گوہر
نعرۂ تکبیر   اللہ اکبر

سب چاکر مختار نبی کے   سب عاجز، غمخوار نبی کے
سب ہیں غلام زار، نبی کے   سب مرتے ہیں اُن کے در پر
نعرۂ تکبیر   اللہ اکبر

مراسلہ
محمد متین خالد

قادیانیت سے اسلام تک

جناب رب نواز (ریٹائرڈ ائر کموڈور)

(برادر بزرگ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) نواز نے گزشتہ برس ''ہلال'' کے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر میں ''اندرونی کہانی'' کے عنوان سے ایک ایمان افروز مضمون لکھا، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں بھی آگ سے نکل کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی سائے میں آنے کا شکر ادا کرتے ہوئے، اس موضوع پر لکھوں۔ الحمدللہ ہم سب بہن بھائی اکتیس سال پہلے برادر بزرگ کی وساطت سے قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس تحریر سے ان سب بہن بھائیوں کی راہنمائی فرمائے جو محض غلط فہمی کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اسلامی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔

(آمین)

ارشادات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں، اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ عمر دنیا کے اختتام کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور امت محمدیہ میں شامل ہو کر اپنے برکات و فیوض سے امت کو مستفیض فرمائیں گے۔

ہو سکتا ہے کہ کسی کو یہ مغالطہ وہم یا شک ہو جائے کہ یہ صورت تو ختم نبوت کے منافی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے بعد کسی نبی کے تشریف لانے کے کیا معنی؟

پہلی نظر میں یہ شک وزنی نظر آتا ہے، لیکن غور کیجئے تو صرف سطحی سوچ اور قلت فکر کا نتیجہ ثابت ہو جاتا ہے۔ ختم نبوت کی تشریح کے سلسلے میں مسلمان علماء و فضلاء نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں ہو سکتی۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی نئے شخص کو ابتداً یہ منصب عظیم عطا فرما کر اور سند نبوت دے کر نہیں بھیجا جا سکتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کوئی نبی بھی دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لا سکتے۔ بعثت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو تاج نبوت سے سرفراز فرما کر ہدایت مخلوق خدا کا کام سپرد فرمائیں، جو پہلے ہی منصب نبوت پر سرفراز ہو چکے ہوں، انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دینے کو بعثت نہیں کہتے۔

> حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہو چکی اور وہ بنی اسرائیل میں اپنا کام انجام دے کر زندہ آسمان پر تشریف لے گئے جیسا کہ قرآن مجید سے صاف عیاں ہے کہ انہیں طبعی موت آئی نہ شہید کیا جا سکا۔ اب اگر وہ دوبارہ آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے تو یہ ختم نبوت کے منافی کیوں ہے اور اس سے سلسلہ نبوت کا جاری رہنا کس طرح لازم ہوتا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکی اور وہ بنی اسرائیل میں اپنا کام انجام دے کر زندہ آسمان پر تشریف لے گئے، جیسا کہ قرآن مجید سے صاف عیاں ہے، نہ انہیں طبعی موت آئی، نہ شہید کیا جا سکا۔ اب اگر وہ دوبارہ آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں تو یہ ختم نبوت کے منافی کیوں ہے اور اس سے سلسلہ نبوت کا جاری رہنا کس طرح لازم ہوتا ہے؟

مثال ذیل، جواب کی مزید وضاحت کردے گی، ایک شخص کسی

صوبہ کا گورنر مقرر ہوتا ہے اور ریٹائرڈ ہونے کے بعد کسی دوسرے ملک چلا جاتا ہے، کچھ مدت کے بعد وہ اس صوبہ میں پھر آتا ہے مگر گورنر کی حیثیت سے نہیں، بلکہ ایک عام شہری کی حیثیت سے تو کیا اس سے موجودہ گورنر کے عہدہ اور اعزاز میں کوئی فرق پیدا ہو جائے گا؟ یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس صوبہ میں اس وقت دو گورنر موجود ہیں؟ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سند نبوت تو بدستور برقرار رہے گی، مگر اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آئے گا۔

یہیں، ہمیں شکوک اور مغالطے پھیلانے والوں کے لئے ایک دوسرے جواب کی طرف بھی رہنمائی ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری بحیثیت نبی کے نہ ہوگی۔ بلکہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے ہوگی۔ وہ نہ تو کوئی نئی کتاب لائیں گے اور نہ کوئی دوسری شریعت، بلکہ قرآن مجید اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر عمل فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ انجیل جو خود ان پر نازل ہوئی تھی، کی بجائے قرآن مجید ہی پر عمل کریں گے۔ ایسی حالت میں اس کا وہم کرنا بھی نادانی ہے کہ ان کا تشریف لانا ختم نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا خاص مقصد مسیح دجال کو قتل کرنا اور اس کے شر سے امت محمدی کو محفوظ رکھنا ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی حکمران کسی خاص مجرم کو سزا دینے یا گرفتار کرنے کے لئے کسی خاص شخص کو مامور کرے، اس مدت کے لئے اس ملک کے کسی حصے میں جانے سے اس کے حاکم کی حکومت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ جب تک اس حصہ ملک میں ہے، اس وقت تک اسی حاکم کے ماتحت سمجھا جائے گا اور اسے حاکم کسی حالات میں بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فتنہ دجال کے خاتمے کے لئے تشریف لائیں گے، اس حالت میں ان کی حیثیت امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرد کی ہوگی۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ذرہ برابر بھی کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

دلیل ختم نبوت:

(از دلبر)

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سوچنے سمجھنے کی نعمت سے نوازا ہے، وہ اگر سوجھ بوجھ سے کام لے تو اسے نظر آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ختم نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہونے کے بجائے اس کی مزید تائید کر رہی ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کی ایک مستقل نشانی ہے۔ اپنے ذہن سے سوال کیجئے کہ قتل دجال اور اس کے فتنے کے خاتمے کے لئے خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہی کی کیا ضرورت ہے؟

اگر اس کار عظیم کے لئے نبوت ہی کی معجزانہ قوت درکار تھی تو کسی نئے نبی کی بعثت سے بھی یہ فائدہ حاصل ہو سکتا تھا۔ مسیح بن مریم علیہ السلام کا نزول ہی اس کے لئے کیوں تجویز فرمایا گیا؟

اس سوال کا جواب بڑا واضح ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک قدیم نبی علیہ السلام کو بھیجنے سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ باب نبوت بند ہو چکا ہے۔ یہ منصب عظیم اپنے جن بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا تھا، وہ اس پر فائز ہو چکے، یہی وجہ ہے کہ ایک اہم جزوی کام کے لئے جو نبوت کی معجزانہ قوت کا محتاج تھا، کسی نئے نبی کے بجائے ایک قدیم نبی کو دوبارہ بھیجا جا رہا ہے۔

دوسری طرف سے اس حقیقت کی نقاب کشائی فرما دی گئی کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس قدر بلند و برتر اور خاتم النبیین کا تاج کرامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر اس قدر موزوں ہے کہ اگر کوئی قدیم نبی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت اختیار کر لیں گے اور ان کو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنا پڑے گی۔

یہ مفید اور دلچسپ نکتہ بھی یاد رکھئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے جانے کے بعد بھی اعلیٰ درجہ کی حیات طیبہ حاصل رہتی ہے۔ شہداء کو صریح طریقہ سے قرآن حکیم نے احیاء یعنی زندہ کہا ہے، بلکہ انہیں مردہ کہنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ صدیقین کی حیات ان سے بھی اعلیٰ اور قوی تر ہوتی ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات مقدسہ تو سب سے زیادہ

اعلیٰ وقوی تر ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ چنانچہ حدیث معراج سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات علیہم السلام نے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء بھی مسجد اقصیٰ میں کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں امامت فرمائی تھی، تو کیا ان کا وجود ختم نبوت کے منافی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ثانی بھی ختم نبوت کے منافی نہیں اور نہ ہی یہ سلسلہ نبوت جاری کرنے کا کوئی ثبوت ہے۔ ہم نے ''ظہور ثانی'' کا لفظ قصداً استعمال کیا ہے، نکتہ یہ ہے کہ دوسرے انبیاء ومرسلین کی طرح موجود اور زندہ تو وہ اب بھی ہیں، لیکن اس دنیا کے اشخاص کے سامنے ظاہر نہیں ہیں، ان کا ایک ظہور ہو چکا ہے اور دوسرا ظہور قیامت کے قریب ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ محض دوبارہ ظہور سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی یا سلسلہ نبوت جاری ہے۔ اگر اس حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے کہ ختم نبوت کے معنی صرف یہ ہیں کہ کسی نئے شخص کو مرتبہ نبوت پر سرفراز نہ فرمایا جائے گا، کوئی شک یا مغالطہ پیدا نہیں ہوتا۔

پہلے یا بعد میں:

جی چاہتا ہے کہ اس مسئلہ پر کچھ دیر اور غور کریں تا کہ ایک مغالطہ سے نجات حاصل کرلیں۔

بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس وقت ہوگا جب دنیا اپنی حیات ناپائیدار کے آخری دن بسر کررہی ہوگی، لیکن کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سے عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی حرف آپ فرمائیں گے کہ ہاں، میں کہوں گا نہیں۔

یہ ایک مغالطہ اور نظر کی غلطی ہے۔ جس میں عام لوگ مبتلا کر دیئے جاتے ہیں، حقیقت اس کے خلاف ہے، یعنی نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ظہور یقیناً ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانے کے لحاظ سے مقدم کہنا چاہئے۔ اگر یہ نظریہ، جو بظاہر بہت عجیب محسوس ہوتا ہے صحیح ہے اور میں ثابت کروں گا کہ یہ صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہیں۔ اس کے بعد ختم نبوت کے بارے میں جو مغالطہ پیدا ہوا تھا، وہ سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اس مغالطے کی تفصیل درج ذیل ہے:

قرآن مجید کا بیان ہے کہ:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت جسمانی طاری نہیں ہوئی، بلکہ وہ زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔''

اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی حیات طیبہ جس کی ابتداء ان کی پیدائش کے وقت سے ہوئی تھی، آج تک زندہ اور جاری ہے اور اس وقت تک زندہ جاری رہے گی، جب تک وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر عام انسانوں کی طرح جسمانی طور پر بھی انتقال نہ فرما جائیں۔ ان کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کا زمانہ، جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے، ان کی اس عمر طویل کا ایک حصہ ہوگا، نہ کہ کوئی جدید پیدائش۔ ان کی اس طویل عمر کے ایک حصے میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت، جب بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئی تو کیا کوئی سمجھدار شخص کہہ سکتا ہے کہ محض طول عمر کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ لحاظ زمانہ مؤخر (یعنی بعد کے) ہیں؟

حضرت عزیز علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں واضح طور پر مذکور ہے:

''جن پر موت طاری کر دی گئی تھی اور ایک سو سال کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا۔''

سو سال کی مدت بہت ہوتی ہے، اس میں حضرت عزیز علیہ السلام کی اولاد اور اولاد در اولاد کا خاصا سلسلہ وجود میں آ گیا، کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت عزیز علیہ السلام کی یہ اولاد ان سے عمر میں بڑی تھی یا ان پر زمانہ کے اعتبار سے مقدم تھی یا ان کا وجود ان کی اولاد کے بعد ہوا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ تو اس سے زیادہ صاف ہے۔

ان پر تو موت بھی نہیں طاری ہوئی، وہ اسی حیات قدیمہ کے ساتھ اب بھی موجود ہیں۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا کہنا، کھلی غلطی ہے۔ یقیناً وہ خاتم النبیین سے پہلے ہیں اور ان کا یہ تقدم اس وقت بھی قائم رہے گا، جب وہ قیامت کے قریب آسمان سے دنیا کی طرف نزول فرمائیں گے، مگر چونکہ یہ زمانہ نزول و وفات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا ہوگا، اس لئے یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی تشریف لائیں گے، حالانکہ حقیقت کے لحاظ سے وہ بعد میں نہیں، بلکہ پہلے ہیں۔ ان کی پیدائش بعثت، دعوت، ہر چیز کو نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش، بعثت، دعوت سے پہلے ماننے کے بعد محض ان کی عمر طویل کی وجہ سے انہیں مؤخر کہنا مغالطہ ہے۔

اس حقیقت کی وضاحت کے بعد سرے سے مغالطے اور شک کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے اور نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ ختم نبوت پر صرف حرف اس صورت میں آسکتا ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی پیدائش، یا بعثت کا ثبوت مل سکے اور یہ ایسی ناممکن بات ہے، جس کا ثبوت تا قیامت نہیں مل سکتا۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حکمت:

اگر چہ بہ حیثیت مسلمان ہمیں اس جستجو کی کوئی ضرورت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے میں کیا راز اور حکمت ہے؟ ہمارا کام یہ ہے کہ اس خبر پر ایمان لائیں اور یہ یقین کریں کہ رب حکیم و علیم کے نزدیک اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی جس کا علم ہمارے لئے کچھ ضروری نہیں، لیکن اگر قرآن و حدیث میں غور کرنے کے اصول دین کے مطابق کوئی حکمت سمجھ میں آ رہی ہو تو اس کا اظہار صرف جائز ہی نہیں، بلکہ انشاءاللہ بہت نفع بخش اور فائدہ مند بھی ہوگا۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت جن مقاصد کے لئے ہوئی تھی، ان میں ایک نمایاں مقصد خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد آمد کی بشارت و خوشخبری دینا بھی تھا۔

یہ بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی مگر اس کی سماعت کرنے والے قلیل تھے، یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی (جھٹلایا) اور صرف تکذیب ہی نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کے جانی دشمن ہو گئے اور آپ علیہ السلام کو شہید کر دینے کا عزم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کی سازش کو ناکام بنا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ یہود ناکام و نامراد رہے مگر ان کی عداوت میں کمی نہ ہوئی، یہاں تک کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی سے بھی انہیں سخت عداوت ہو گئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''آپ اہل ایمان کے سب سے بڑے دشمن یہود اور مشرکین کو پائیں گے۔'' (سورۃ المائدہ)

آسمان پر جانے سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام برابر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و بعثت کی بشارت و خوشخبری دیتے رہے اور اپنے اس مقصد بعثت کو پورا کرتے رہے۔ اگر بالفرض وہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اس دنیا میں ہوتے تو وہ اس مقصد بعثت کو کس طرح پورا کرتے؟ ظاہر ہے کہ اس صورت میں وہ لوگوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور اسلام محمدی پر عمل کرنے کی دعوت دیتے، گویا ان کی بشارت و خوشخبری کا عنوان یہ ہوتا ہے کہ

''لوگو! میں نے جن نبی کی تم سے پیشگوئی کی تھی، وہ یہی ہے، یہی خاتم النبیین ہیں، ان پر ایمان لاؤ اور ان کی شریعت پر عمل کرو۔''

اس عنوان سے بشارت دینے کا موقع حضرت مسیح علیہ السلام کو اب تک نہیں ملا۔ قیامت کے قریب جب فتنہ دجال ظاہر ہوگا تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کا موقع عطا فرمایا جائے گا کہ وہ اپنے مقاصد بعثت میں اس مقصد عظیم کی تکمیل فرمائیں اور سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان عنوان سے بشارت دے سکیں کہ:

''لوگو! خاتم النبیین و سید الاولین و آخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو۔''

انہی کے متعلق میں نے تم سے پیشگوئی کی تھی اور انہی کی اتباع و پیروی اس وقت رضا الٰہی کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ خود اہل ایمان کو

بھی اس وقت بشارت کی ضرورت ہوگی، کیونکہ وہ دجال کی کامیابیوں اور اس کی شدید فتنہ انگیزی کی وجہ سے، جن کا مقابلہ ان کے بس سے باہر ہوگا، بہت دل شکستہ ہوں گے۔ ایسی حالت میں مسیح علیہ السلام کی بشارت ان میں نئی روح پھونکے گی، ان کا ایمان تازہ اور مضبوط ہوگا اور انہیں سکون قلب حاصل ہوگا۔ ادھر ان کا یہ فائدہ ہوگا، ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ایک فریضہ رسالت سے عہدہ برا ہوں گے۔ احادیث میں فتنہ دجال کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے، اس پر غور کرنے سے نزول مسیح علیہ السلام کا ایک دوسرا راز بھی کھلتا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ ''دجال'' یہود میں سے ہوگا اور اس فساد عظیم کا سرچشمہ بھی اسی قوم میں ہوگا، جنہیں

''الا انهم هم المفسدون''

ترجمہ: ''خبردار! ہو جاؤ کہ یہی لوگ مفسد ہیں۔''

(سورۃ البقرہ)

کی سند قرآن مجید نے دی ہے۔ ان کی فساد انگیزی اور فتنہ پردازی کا آخری اور مکمل ترین نشان دجال کا ظاہر ہونا ہوگا۔ یہود کو جو دشمنی و عداوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے، اس کے پیش نظر رب جلیل نے ان کے اس آخری فتنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے دست مبارک سے خاک میں ملوانا مناسب سمجھا، تاکہ یہ ذلیل و مفسد قوم، یہود، حد درجہ ذلیل و خوار ہو۔

ایک تیسری حکمت بھی سمجھ میں آتی ہے۔ یہود دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب (پھانسی) دے کر شہید کر دیا۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کر سکے، نہ انہیں سولی دے سکے، بلکہ انہیں شک و شبہ ہو گیا۔'' (سورۃ نساء)

موجودہ عیسائیت بھی یہودیت کی ایک شاخ ہے، اس لئے وہ بھی صلیب مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دیئے جانے) کی تعلیم دیتی ہے۔ دنیا کے آخری دور میں قرآن مجید کی اس صداقت اور یہود و نصاریٰ کی اس غلطی و گمراہی کے اظہار و ثبوت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بنفس نفیس تشریف لانا، بہت ہی مناسب، پر از حکمت اور موجب ہدایت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد، قرآن مجید کی تصدیق اور نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دلیل و نشانی کے طور پر ہوگی۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ صلیب عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ، موجودہ عیسائیت کے عقائد کی ریڑھ کی ہڈی ہے، جو یہود کی عیاریوں کی وجہ سے مسیحیوں میں رائج ہو گیا۔ اسی پر عقیدہ کفارہ کی بنیاد ہے، جس نے اس قوم میں آخرت فراموشی، کا مرض پیدا کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا خود اس جھوٹے عقیدہ کو پھانسی دینے کے مترادف ہے، اس واضح دلیل، بلکہ مشاہدے کے بعد ان گمراہ لوگوں کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہتا اور اسلام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کرنا ان کے لئے ضروری و لازم ہو جاتا ہے۔

جنابِ ظفر علیخان کے شعر کی تضمین

☆☆☆☆☆

--------غلام مصطفےٰ مجددی ایم۔اے--------

قادیانی دہر میں ناشاد ہو جانے لگے
دامنِ حق چھوڑ کر برباد ہو جانے لگے

''حالِ نامردی'' میں کام آیا کوئی ''مردِ بروز''
مرزا جی بھی صاحبِ اولاد ہو جانے لگے

ٹی چی، ٹی چی نے نکالی ڈھینچوں ڈھینچوں کی صدا
جب اُسے شیطان کی اِمداد ہو جانے لگے

دیکھیئے ختمِ نبوت کی غُلامی کا صلہ
ہم سے مُردہ باد، زندہ باد ہو جانے لگے

جن کی آنکھوں میں حیا ہے سرورِ لولاک کی
وہ خدا کے فضل سے آباد ہو جانے لگے

''منکر ختم نبوت ہو کے اہل قادیاں
اپنے وقتوں کے ثمود و عاد ہو جانے لگے''

☆☆☆☆☆

حضور نقشِ لاثانی اور تحریکِ ختمِ نبوت

از محمد عارف نقشبندی

ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد قادیانی زخم خوردہ ہو کر اندرونِ خانہ مذموم سازشوں اور ارتدادی ہتھکنڈوں سے کام لینے لگے تاکہ پاکستان میں بالخصوص اور تمام عالم اسلام میں بالعموم اپنی کافرانہ سوچ کو پروان چڑھا سکیں۔ اور مزید کھل کر سامنے آنے کے لئے ہوم ورک کر سکیں ۱۹۸۳ء کے بعد انہوں نے پورے زور وشور کے ساتھ اسلام کے خلاف کام شروع کر دیا۔ اہلِ اسلام ایک مرتبہ پھر ان کا ناطقہ بند کرنے کے لئے کمر بستہ ہوئے، اُسی دوران مارشل لا رز کی حکومت تھی۔ حکومت کی طرف سے کسی قسم کی تحریک کو جاری کرنے پر سخت پابندی عائد تھی۔ حکومتی کار پرداز ہر آواز کا گلہ گھونٹ رہے تھے، ان دنوں ختم نبوت یوتھ فورس کے پلیٹ فارم پر کچھ سرفروش نوجوانوں نے ملک بھر میں تہلکہ مچا دیا اور قادیانی سازشوں کو طشت ازبام کیا۔ اور بڑی جراتِ رندانہ سے کام لیتے ہوئے ختم نبوت کی تحریک آگے بڑھائی اس تحریک کے پیچھے جو قوت کارفرما تھی، علی پوری شریف کے تاجدار حضور نقشِ لاثانی کی ذاتِ گرامی تھی جنھوں نے اپنے منظورِ نظر مرید پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کے ذریعے سرپرستی فرمائی۔ اُن نوجوانوں کے لئے دعائیں کیں، حوصلہ دلایا اور واشگاف الفاظ میں فرمایا حضور تاجدارِ ختم نبوت کی عزت وناموس پر قربان ہو جاؤ، اس میں تمہاری کامیابی کا راز ہے۔ شاید کسی کو معلوم نہ ہو کہ اسی بے سروسامانی کی منہ بولتی تصویر مگر جذبوں سے چمکتی تحریک کے نتیجہ میں 1984 امتناع قادیانیت صدارتی آرڈیننس نافذ ہوا، الحقیقہ کے چیف ایڈیٹر جناب شجاعت علی مجاہد کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس تحریک میں سب سے پہلے گرفتار ہوئے۔

ظفر اللہ کے نبیوں کی فہرست

مرزائیوں کے قادیانی بیرسٹر سر ظفر اللہ نے مارچ ۱۹۷۳ء میں یوم التبلیغ کے موقع پر یہ ٹریکٹ شائع کیا تھا۔ جسے اخبار پیغام صلح لاہور نے ۹ راپریل ۱۹۷۳ء کو شائع کیا تھا۔

خدا کے راستباز نبی رام چندر پر سلامتی ہو۔ خدا کے راستباز نبی کرشن پر سلامتی ہو۔ خدا کے راستباز نبی بدھ پر سلامتی ہو۔ خدا کے راستباز نبی زرتشت پر سلامتی ہو۔ خدا کے راستباز نبی کنفیوشس پر سلامتی ہو، خدا کے راستباز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو۔ خدا کے راستباز نبی موسیٰ پر سلامتی ہو، خدا کے راستباز نبی مسیح پر سلامتی ہو، خدا کے راستباز نبی محمد پر سلامتی ہو، خدا کے راستباز نبی احمد پر سلامتی ہو، خدا کے راستباز نبی بابا نانک پر سلامتی ہو۔

دعوائے خدائی و نبوت

''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء کلاں ص ۲۱، خورد ص ۳۹)

''میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں جس نے آسمان تخلیق کیا۔ (آئینہ کمالات نمبر ۵۶۴)

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر ۵۔ ۱۹۰۸ء)

قادیانیوں کا درود

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَ الْمَھْدِی الْمَوْعُوْد وَ بَارِکْ وَسَلِّم اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَالْمَھْدِی الْمَوْعُوْد وَبَارِکْ وَسَلِّم اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد الْمَوْعُوْد وَبَارِکْ وَسَلِّم اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد.

درود ثانی: ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَحْمَدَ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَحْمَد کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد،

(حوالہ ضیاء الاسلام پریس قادیان رسالہ درود شریف ص ۴۲)

مرزا قادیانی کا مختصر تعارف

پروفیسر محمد حسین آسی

تمہید

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ آپ کی ختم نبوت پر ایمان اتنا ہی ضروری ہے جتنا آپ کی نبوت و رسالت پر۔ آپ کو نبی و رسول مان کر آپ کی خاتمیت کا انکار کرنے والا سخت مکار اور اسلام کا دشمن ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور کثیر آیات کریمہ، متعدد احادیث شریفہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریب جب کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفۂ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر ان کا بروقت قلع قمع ضروری سمجھا۔ اور اس حقیقت کو پوری طرح واضح کر دیا کہ اہل ایمان منکرین ختم نبوت کو کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔

حدیث پاک کی رو سے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کاذب (جھوٹا) ہی نہیں، کذاب (بہت بڑا جھوٹا) اور دجال (دھوکہ دینے والا۔ اور حق کو چھپانے والا) ہی نہیں، دجال (بہت زیادہ دھوکہ دینے والا) ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

لا تقوم الساعۃ حتی تبعث دجالون کذابون قریبا من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تیس کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال پیدا نہ ہوں ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

> لا تقوم الساعۃ حتی تبعث دجالون کذابون قریبا من ثلثین
> کلھم یزعم انہ رسول اللہ.
> ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تیس کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال پیدا نہ ہوں ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

کذاب اس لئے کہ اس نے مخلوق پر نہیں بلکہ خالق پر جھوٹ باندھا اور وہ بھی ایسا جس سے محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی فضیلت خاصہ کا انکار لازم آتا ہے اور دجال اس لئے کہ اس نے ولایت و قطبیت کا دعویٰ کر کے کوئی عام دھوکہ نہیں بلکہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے بہت بڑا دھوکہ دیا ہے۔ اس دعویٰ کے بعد پھر ظلی و بروزی وغیرہ کے الفاظ سے اپنے دجال ہونے کو مزید واضح کر رہا ہے۔

یاد رہے، کائنات کی ہر چیز حضور خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان اجاگر کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ مواہب اللدنیہ شریف کی ایک روایت کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔ خدا تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔

ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا.

اور یقین جانیے میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا فرمایا کہ انہیں پہچان کراؤں اس عزت و مرتبہ کی جو تمہارا میرے نزدیک ہے اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔

چنانچہ حضور خاتم الانبیاء علیہم التحیۃ والثناء

کے بعد نبوت کا مدعی جہاں اپنے دجال وکذاب ہونے کا ثبوت دے رہا ہے وہاں اُس کا یہ دعویٰ حضور رحمتہ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا پیشگوئی کی تصدیق بھی کر رہا ہے۔ نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے گھٹیا کردار سے خدا کے سچے نبیوں اور رسولوں کی عظمت کا نقش بھی دلوں میں بیٹھتا ہے جیسا کہ تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا (چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں) کے مطابق سیاہ راتوں کی وجہ سے چاندنی راتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے نبوت کے جھوٹے مدعی کو قدم قدم پر ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ قدرتِ خداوندی ہر حال میں اپنے سچے نبی و رسول کی امداد فرماتی ہے اور اس کے دشمنوں کو ہر رنگ میں ذلیل وخوار کرتی ہے۔

-----مرزا قادیانی-----

حدیث مذکور تیس دجالوں میں مرزا غلام احمد قادیانی بہت نمایاں حیثیت کا حامل ہے اس لئے کہ عملاً جتنا اس نے ملت اسلام کو نقصان پہنچایا۔ شاید آج تک کوئی دجال بھی نہیں پہنچا سکا۔ دنیا کی ایک بہت بڑی حکومت جو اسلام دشمنی میں بھی سب سے آگے تھی، اس کی سرپرستی کر رہی تھی۔ لہٰذا اپنے دجل وفریب میں مرزا کئی دجالوں سے آگے نکل گیا۔

زیر نظر مضمون میں اس کی سیرت کے مختلف پہلو نہایت ہی اختصار کے ساتھ قارئین کے سامنے لائے جا رہے ہیں۔ تاکہ وہ خود کسی حد تک اندازہ کر سکیں کہ دعویٰ نبوت تو کجا۔ وہ دعویٰ ایمان کے بھی قابل نہیں۔ وہ یقیناً کذاب و دجال ہے۔ ہاں اگر اُس کا کوئی دعویٰ قابلِ قبول ہے تو وہی جو اس نے خود درج ذیل شعر میں کیا ہے۔۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں!
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

خاندانی پس منظر

مرزا قادیانی کی قوم مغل اور گوت برلاس تھی باپ کا نام غلام مرتضیٰ، دادے کا عطا محمد اور پڑدادے کا گل محمد تھا۔ طبیعت میں ملت دشمنی رچ بس گئی تھی اس لئے سکھوں کے زمانے میں مسلمانوں کی بجائے انہی کا ساتھ دیتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مرزا غلام مرتضیٰ نے سیالکوٹ کے محاذ پر انگریزوں کی حمایت میں اپنی گرہ سے پچاس گھوڑے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بھیج دیئے۔ اس غداری کے نتیجے میں اُسے دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔

(مرزا قادیانی نے اس کرسی پر بڑا فخر کیا ہے جیسا کہ اُس کی کتاب تحفہ قیصریہ ص ۱۶ پر مذکور ہے)

ولادت

مرزا کے بقول سن ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء (تریاق القلوب) بعض کے نزدیک ۱۸۳۶ء (مرزا محمود کا سپاسنامہ) یا ۱۸۳۷ء ہے (موج کوثر)

نام مرزا غلام احمد ہے (قرآن حکیم یا حدیث پاک میں کسی نبی کا نام مرکب نہیں ملتا شاید قدرت، نام سے بھی اس کے دعویٰ کی تردید کرانا چاہتی تھی۔ نیز اس کا لغوی معنیٰ بھی اُس کے دعویٰ کی تائید نہیں کرتا)

بچپن اور تعلیم

بقول مرزا چھ سات سال کی عمر میں قرآن حکیم اور چند فارسی کتابیں پڑھ لیں پھر کچھ عربی سیکھی۔ بعد میں ایک شیعہ عالم گل علی شاہ نامی سے سترہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں کچھ نحو، منطق وحکمت کی تعلیم لی۔ طب کی بعض کتابیں اپنے باپ سے پڑھیں۔ بقولِ مرزا تعلیم کا شوق تو بہت تھا۔ مگر باپ حفظانِ صحت کے پیشِ نظر زیادہ مطالعے سے روکتا تھا۔ ضبط شدہ دیہات کی واگزاری کے لئے مقدمات کی پیروی بھی خاطر خواہ حد تک علم حاصل کرنے میں حائل رہی۔

(اللہ کے نبی دنیا کو سکھانے آتے ہیں۔ دنیا میں کسی سے سیکھتے نہیں۔ وہ اپنے بھیجنے والے کے شاگرد اور امت کے استاد ہوتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس مرزا لوگوں سے پڑھا اور پھر وہ بھی بہت محدود۔ نہ تفسیر نہ حدیث، پڑھیں تو عربی اور فارسی اور علم وحکمت کی ابتدائی کتابیں۔ اتنا ناقص علم اکثر خطرۂ ایمان، بن جاتا ہے۔ یونہی طب کا علم بھی پورا حاصل نہ کیا گویا خطرۂ ایمان ہی نہیں، خطرۂ جان بھی۔ یہ اسی ناقص علم کا اثر ہے کہ عربی، فارسی اور اردو تحریریں فصاحت و بلاغت سے خالی اور اغلاط سے پُر ہیں)

یہ بچپن کا زمانہ کسی روشن مستقبل کی جھلک نہیں دکھا رہا۔ علم کے ناقص رہنے کی ایک وجہ مرزا کا مخصوص آوارہ مزاج بھی تھا۔ جن عظیم لوگوں کو دنیا میں انقلاب لانا ہوتا ہے۔ ان کا بچپن بھی ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کی تفسیر ہوتا ہے۔ سیدی حضور شہنشاہِ لاثانی، اعلیحضرت فاضل بریلوی اور حضرت قائداعظم کے بچپن کا دوران کی آئندہ عظمتوں کا پیش خیمہ نظر آتا ہے

اس کے برعکس مرزا قادیانی چڑیاں مار کر وقت ضائع کرتا رہا۔ (سیرۃ المہدی) اور لوگ اسے سَندھی کے نام سے پکارتے تھے۔ تربیت ایسی ناقص تھی کہ لڑکوں کے کہنے پر ایک دفعہ گھر میں مٹھائی لینے آیا تو بغیر کسی سے پوچھنے کے (یعنی چوری) ایک برتن میں سے سفید بورا جیبوں میں بھر کر باہر لے گئے۔ راستے میں مُٹھی بھر کر منہ میں ڈالا تو پسا ہوا نمک تھا۔ (سیرۃ المہدی)

دورِ شباب اور ملازمت

جوانی میں آوارگی اور بھی جوان ہوگئی۔ چنانچہ ایک دفعہ مرزا کو اپنے دادے کی پنشن مبلغ سات سو روپے لینے گورداسپور بھیجا گیا تو اس کا چچازاد بھائی مرزا امام الدین بھی پیچھے ہولیا۔ پنشن وصول کی تو دونوں اِدھر اُدھر پھرتے رہے حتٰی کہ چند دنوں میں ساری رقم ضائع کردی۔ گھر جاتے ڈر آتا تھا اس لئے مرزا سیالکوٹ کچہری میں پندرہ روپے پر ملازم ہوگیا۔ یہیں پادریوں سے مناظرے اور خفیہ ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں (دوسرا ساتھی مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُس نے چارے کے ایک قافلے پر ڈاکہ مارا)

یہیں ملازمت کے دوران ڈاکٹر امیر شاہ صاحب سے انگریزی کی ایک دو کتابیں پڑھیں (جن سے انگریزی الہامات میں مدد ملی) یہیں قانونی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مختاری کا امتحان دیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ماں بیمار ہوئی تو باپ کے کہنے پر چار سال (۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء) کی ملازمت کے بعد گھر واپسی ہوگئی۔ سیالکوٹ میں پادری بٹلر کے ساتھ بہت روابط تھے انگریز اپنی حمایت کے لئے کسی کو نبوت کا مدعی بنانا چاہتے تھے۔ برطانی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا نبوت کے لئے نامزد ہوا (تاریخ محاسبہ قادیانیت)

دَور جوانی کی فکری آوارگی کا اندازہ کرنے کے لئے مرزا قادیانی کے اشعار ملاحظہ فرمایئے (اور سوچیے، کیا ایسے کردار و افکار کو منصبِ نبوت سے کوئی نسبت ہوسکتی ہے)

کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
لا اک بار شور و غل مچا دے

میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی اگر تم کو اُلفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا

(مقام نبوت تو بہت بلند ہے، کیا کسی غوث، قطب بلکہ صالح آدمی کے متعلق بھی ایسے شعروں کی توقع ہوسکتی ہے؟ قرآن حکیم کی رُو سے تو نبوت و رسالت شاعری کی حدود سے ہی بالاتر ہے۔ یعنی جو نبی ہے شاعر نہیں۔ جو شاعر ہے نبی نہیں۔ اور ان آوارہ مزاج شاعروں کی پیروی کرنے والے بھٹکے ہوئے لوگ ہوتے ہیں اَلشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمْ (سورۃ الشعرا)

سارے گھر کا ماحول غیر اسلامی تھا۔ چنانچہ مرزا کے بڑے بھائی کی شادی ہوئی تو بائیس طائفے اربابِ نشاط کے بلائے گئے اور کئی دن تک جشن رہا (سیرۃ المہدی)

اس دَور میں مرزا کے سب سے گہرے یار دو چچازاد بھائی مرزا امام الدین (جس کا ذکر اوپر گزرا) اور مرزا نظام الدین تھے اور سیرۃ المہدی کے مطابق ان میں تمام دنیا کے عیب تھے۔

مولانا محمد حسین بٹالوی سے ملاقات

مرزا گھر آ کر پھر مقدمات میں اُلجھ گیا اور آٹھ سال تک کی اس مقدمہ بازی سے کچھ حاصل نہ ہوا تو مال و دولت کے حصول کی سکیمیں سوچنے لگا۔ اب اُس نے مذہب کا لبادہ اوڑھنے کو ہی کامیابی کا ذریعہ جانا (پھر سیالکوٹ میں طے شدہ پروگرام بھی اس کے سامنے تھا)

مولانا محمد حسین بٹالوی اس کے پرانے ہم مکتب تھے۔ مرزا نے سنا کہ دِلّی سے فارغ التحصیل ہوکر بٹالہ آئے ہوئے ہیں اُن سے مل کر اسلام کی حمایت میں کتاب لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مولانا نے بتایا کہ کتاب کی مقبولیت کا دارومدار مصنف کی شہرت پر ہے اور اس کے لئے کسی بڑے شہر مثلاً لاہور میں قیام ضروری ہے۔ مولانا مذکور اہلِ حدیث کے نامور عالم تھے اور مسجد چینیاں والی (لاہور) میں خطیب تھے۔ مرزا انہی کے ہاں جا رہا۔ اُن دنوں لوہاری

دروازہ کے باہر کوئی نہ کوئی ہندو یا عیسائی مناظر ہر روز آتا اور پرچار شروع کر دیتا۔ مرزا نے چند کتابیں رٹ کر اُن کے مقابلے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ خود کو نمائندہ اسلام ظاہر کر کے غیر مسلم مناظرین سے نوک جھونک کرنے لگا۔ اس میدان میں کافی شہرت حاصل کر لی تو واپس قادیاں آ کر آریہ لوگوں کے خلاف مناظرے کے اشتہارات چھپوانے شروع کر دیئے۔ مناظرے کا چیلنج ملتا تو عجیب قسم کی ناقابلِ عمل شرائط سے ٹال دیتا (تاہم شہرت میں جو اصل مقصود تھی۔ اضافہ ہوتا رہا)

بارش الہام

اب اس نے یہ تاثر دیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جس بالا خانے میں الہام سوچتا تھا۔ اُس کا نام بیت الفکر رکھا۔ الہام نویسی کے لئے ایک سادہ سا بارہ سالہ ہندو لڑکا شام لال ملازم رکھ لیا۔ لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل قادیاں کے دو ہندو خاص مشیر تھے۔ مقبول الدعا ہونے کے اشتہار بھی شہروں میں پھیل گئے تو نذر و نیاز اور لنگر کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ لوگ بیعت کی درخواست کرتے تو کہتا کہ ابھی خدا کا حکم نہیں آتا۔

براھینِ احمدیہ کی اشاعت

اشتہاروں کے ذریعے وسیع پیمانے پر پروپیگنڈا کیا گیا کہ اسلام کی حمایت میں تین سو جزو (یعنی ۴۸۰۰ صفحات) پر مشتمل ایسی کتاب لکھ رہا ہوں جس کا جواب لکھنے والے کو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ مگر پانچ سال میں ۵۶۲ صفحات کی ایک کتاب لکھ کر اعلان کر دیا کہ باقی ماندہ ۴۲۳۸ صفحات کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ کیونکہ خدا نے مجھے روک دیا ہے (یہی تو شانِ دجالی ہے)

کتاب کی قیمت پہلے پانچ روپے تھی۔ دھڑا دھڑ روپیہ آنے لگا تو دس روپے کر دی۔ یہ ساری رقم پیشگی وصول کی جاتی تھی۔ مسلم ریاستوں کے سربراہوں سے امداد کے الگ وعدے لئے کتاب کے پہلے دو حصے شائع ہو گئے۔ تو قیمت پچیس روپے کر دی گئی۔ اور پھر اہل استطاعت کے لئے مبلغ سو روپے تک بڑھا دی گئی۔ عوام و خواص اسے صریح دھوکہ سمجھتے تھے اور خطوں کے ذریعے گالیاں لکھ بھیجتے تھے۔ پھر اس کتاب کی تحریر اتنی اشتعال انگیز ہے کہ جواب لکھنے والوں نے محبوبانِ خدا علیہم التحیۃ والثناء کو جی بھر کر گالیاں بکی ہیں۔

زبان کے علاوہ براہینِ احمدیہ کے مضامین بھی سخت قابلِ اعتراض اور خلافِ اسلام تھے۔

مجددیت کا اعلان

حکیم محمد شریف کلانوری جس کے پاس مرزا امرتسر جا کر رہتا تھا نے مجددیت کے اعلان کا مشورہ دیا تو مرزا نے ہزاروں کی تعداد میں اشتہارات چھپوا کر یورپ، امریکہ و افریقہ تک کے وزراء وغیرہ کو بھیجے مگر ایک بھی مسلمان نہ ہوا۔ حکیم نور الدین نیچری تھا۔ مرزا کا ہم مذاق تھا۔ جموں میں مقیم تھا۔ مرزا گیا اور اس سے یاری گانٹھ لی۔ مرزا کے مختلف دعوؤں میں اس کا مشورہ بھی شامل رہا۔ مجددیت کا اعلان ۱۸۸۹ء میں کیا۔

ہوشیار پور میں چلہ

زہد و ریاضت کی شہرت کے لئے تین مریدوں کو ساتھ لے کر ہوشیار پور گیا اور چلہ کشی کے دستی اشتہارات تقسیم کر کے چلے میں بیٹھ گیا۔ یہاں الہام ہوا کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو ایک عالمگیر برکت کا حامل لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام عنموائیل رکھنا۔ ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء اور ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء کو پھر اسی مضمون کے اشتہار شائع کئے۔ چونکہ خدا اپنے دشمن کو ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا لڑکی پیدا ہوئی۔ اگلے حمل پر پھر وہی رٹ شروع ہوئی تو ۷ر اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پیدا ہوا۔ جسے عنموائیل کہا گیا۔ مگر وہ سوا سال کا ہو کر مر گیا۔ ساڑھے سات سال بعد پھر مبارک احمد پیدا ہوا۔ مرزا نے اُسی کو عنموائیل قرار دے لیا مگر وہ بھی مر گیا۔

مسیح ہونے کا دعویٰ

مجددیت میں زیادہ عظمت نظر نہ آئی تو مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور کشتی نوح (۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء) میں لکھ دیا کہ خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ دو سال صفتِ مریمیت میں پرورش پائی۔ عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں حاملہ ہوا۔ پھر مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ تو یوں میں ابنِ مریم بن گیا یہ جواب

۱۱ر سال کی سوچ بچار کا نتیجہ تھا۔ ورنہ پہلے مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کے دونوں دعوے اس نے باری باری ۱۸۹۱ء میں ہی کر دیئے تھے۔

اس کے بعد لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں مناظروں میں بُری طرح شکست کھائی۔

"آسمانی منکوحہ" کے حصول میں ناکامی

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری مرزا قادیانی کے بہنوئی کا حقیقی بھائی اور اس کی چچازاد بہن کا خاوند تھا۔ اس کی بیٹی محمدی بیگم خوش جمال تھی۔ مرزا نے اس کے حصول کے لئے الہامات گھڑ لئے۔ اور کہا کہ اگر میرے بجائے کسی اور سے نکاح کیا تو خاوند ڈھائی سال میں اور (لڑکی) کا باپ تین سال میں مر جائے گا۔ اور اس لڑکی کو میرے نکاح میں ہی آنا پڑے گا۔ کیونکہ خدا کا فیصلہ یہی ہے۔ مگر اس پیشگوئی کا بھی وہی حشر ہوا جو کذاب ودجال کی پیشگوئیوں کا ہوا کرتا ہے۔

مہدی ہونے کا دعویٰ

۱۸۹۲ء میں کسی نے پوچھا کہ "تم اگر مسیح ہو تو مہدی کہاں ہیں"؟ بولا۔ "میں ہی مہدی ہوں۔" مگر اس کا اظہار زیادہ کھل کر نہیں کرتا تھا تاکہ انگریز مہدی سوڈانی کی طرح اسے بھی خطرناک نہ سمجھ لیں۔

آتھم عیسائی سے مناظرہ

جنڈیالہ ضلع امرتسر کے مسلمانوں نے عیسائی پادریوں سے مرزا قادیانی کو مناظر ٹھہرا لیا۔ مقابلے میں عیسائی پادری آتھم تھا۔ پندرہ دن تک مناظرے کا نتیجہ نہ نکلا تو مرزا نے مباہلے کے انداز میں بتایا کہ آتھم پندرہ ماہ تک ہاویے میں گر جائے گا۔ (یعنی مر جائے گا) مگر اس پیشگوئی کا انجام بھی مختلف نہ رہا۔ اور مرزا کو بہت ذلیل ہونا پڑا۔

دعویٰ نبوت

مرزا کو مجدد، مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کے دعوؤں کے بعد اپنی اصل منزل پر پہنچنے کا خیال آیا۔ چنانچہ ۱۹۰۰ء میں اُس نے دعویٰ نبوت بھی داغ ڈالا (بقول محمود مردود) جمعہ کے خطیب ملّا عبدالحکیم نے دورانِ خطبہ کئی بار مرزا کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے۔ احسن امروہی نے بُرا منایا تو مرزا نے خطیب کی تائید کی۔ پھر کھلم کھلا تحریر میں بھی خود اس کافرانہ عقیدے کا پرچار کیا۔ مثلاً

۱۔ سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)

۲۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں (معاذاللہ) (بدر ۵/مارچ ۱۹۰۵ء)

مگر یہ نبوت کا دعویٰ بھی مختلف مرحلوں میں طے ہوا۔ پہلے ظلی و بروزی نبی، پھر اصلی و حقیقی نبی اور پھر خاتم الانبیاء وغیرہ (معاذ اللہ معاذ اللہ) پھر جامع الصفات اور افضل الانبیاء

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سے چھیڑ چھاڑ

مرزائیت کا فتنہ اٹھا تو اہلِ دل تلملا اٹھے۔ قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ "خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔" چنانچہ آپ نے ۱۸۹۹ء میں نزول مسیح اور حیات مسیح کے موضوع پر شمس الہدایت لکھی اور تمام ہندوستان بشمول قادیاں تک پھیلا دی۔ مرزا قادیانی نے اس کے دلائل کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ حضرت پیر صاحب علیہ الرحمہ کو تفسیر نویسی کے مقابلے کا چیلنج دیدیا۔ صورت یہ تجویز کی کہ دونوں (یعنی حضرت گولڑوی علیہ الرحمہ اور مرزا) لاہور میں جلسہ منعقد کر کے قرعہ اندازی کے ذریعے قرآن حکیم کی کوئی سورت یا اس سورت کی چالیس آیات لے کر دعا کریں کہ خداوند کریم سچے کو فصیح و بلیغ عربی میں بہترین معارف کے ساتھ تفسیر لکھنے کی توفیق دے اور جھوٹے سے یہ توفیق چھین لے۔ دونوں سات سات گھنٹے روبرو بیٹھ کر خاموشی سے لکھیں اور پھر ثالث فیصلہ دیں۔ پیر صاحب تاریخ طے کر کے اطلاع دیں۔ چنانچہ ۲۵/اگست ۱۹۰۰ء کا دن مقرر ہوا۔ پیر صاحب ایک جم غفیر کے ساتھ ایک دن پہلے ہی لاہور پہنچ گئے اگلے دن جب بادشاہی مسجد کو یہ جلوس روانہ ہو رہا تھا۔ راستے میں مرزائیوں کے بڑے بڑے اشتہار لگے ہوئے تھے۔ "پیر مہر علی کا فرار" اہل لاہور حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ مرزا قادیاں کا انتظار ہو رہا ہے کہ آخر قادیاں

سے آخری وفد نے آ کر اطلاع دی کہ مرزا نہیں آ رہا۔ وہ بات جو مرزا نے خط میں لکھی تھی کہ "اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں بھی کاذب سمجھا جاؤں گا۔" عوام و خواص نے آنکھوں سے دیکھ لی۔

اعلیٰحضرت گولڑوی علیہ الرحمہ کے متعلق اُس نے دوسری پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ ۱۹۰۸ء میں جو جیٹھ کا مہینہ آئے گا۔ اس میں آپ کا انتقال ہو جائے گا۔ مگر اُس میں مرزا خود مر گیا۔ پیر صاحب نے فرمایا اُلجیٹھ باجیٹھ یعنی جیٹھ جیٹھ سے بدل گیا۔

مرزائی مقدمات

۱۴ر نومبر ۱۹۰۲ء کو مرزا قادیانی کے مرید خاص حکیم فضل الدین بھیروی نے مولانا کرم دین دبیر کے خلاف گورداسپور میں مقدمہ دائر کر دیا۔ مرزا خود بطور گواہ پیش ہوا۔ مگر آخر اس کے الہمات کے برعکس مولوی کرم دین صاحب کو فتح ہوئی۔

دوسرا مقدمہ مرزا قادیانی شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم سے مولوی کرم دین اور مولوی فقیر محمد کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کے عنوان سے کرایا۔ مگر دونوں حضرات کو معمولی سا جرمانہ ہوا۔ اور قادیانیوں کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔

چوتھا مقدمہ مولوی کرم دین صاحب نے مرزا قادیانی اور حکیم فضل دین کے خلاف جہلم میں دائر کیا۔ مگر بعد میں گورداسپور منتقل ہو گیا۔ اس میں مرزا قادیانی کو ۵۰۰ روپے جرمانہ یا چھ ماہ کی قید سنائی گئی۔ اُس نے رحم کی اپیل کی تو سزا منسوخ ہو گئی (فیصلہ ۸ر اکتوبر ۱۹۰۴ء کو ہوا)

مولانا ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ

مرزا قادیانی نے یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ء بمطابق ۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو خط لکھتے ہوئے اپنی الہامی دعا جسے اُس نے آخری فیصلہ بھی کہا کہ ذکر کیا۔ آخری الفاظ درج ذیل ہیں۔

(اے خدا) اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر......

اس خط کے درمیانی حصے میں جھوٹے کی موت کے لئے طاعون اور ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریوں کا ذریعہ بھی دعا میں شامل کیا گیا ہے۔

مرزا قادیانی کی موت

یہ دعا قبول ہوئی اور قدرتِ کاملہ نے فیصلہ فرما دیا۔ چنانچہ قریباً ایک سال بعد ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو صبح مرزا اپنے کفر و شر کے ساتھ دنیا خالی کر گیا۔ مرزائیوں نے حقیقت پر پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کی۔ مگر مرزا کے خسر میر ناصر نے اس کے آخری الفاظ بیان کر کے بات ختم کر دی۔ مرزا کا آخری جملہ یہ تھا۔

"میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے"

مولوی ثناء اللہ صاحب کی وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔ اسی قسم کی دعا و پیشگوئی مرزا اور اُس کے ایک سابق ساتھی ڈاکٹر عبدالحلیم کے درمیان بھی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی دوسری پیشگوئی کے مطابق مرزا قادیانی کو ۱۴ر اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے مرنا تھا چنانچہ مر گیا۔ قادیانی نے جو ڈاکٹر صاحب کی موت کے متعلق پیشگوئی کی تھی وہ بھی پوری نہ ہوئی اور وہ سالہا سال تک زندہ رہے۔

مرزا کے دعوے

مرزا قادیانی کے متعلق عموماً اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے مامور من اللہ، مجدد، محدث، مثیلِ مسیح، مسیح موعود اور پھر نبی ہونے کے دعوے کئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس کے دعوؤں کی تعداد اُس کی عمر کے برسوں سے بھی زیادہ ہے۔ جناب رفیق دلاوری صاحب نے بڑی تحقیق سے کام لے کر ان کی تعداد چھیاسی بتائی۔ جبکہ مناظرِ اسلام حضرت محمد عمر اچھروی مرحوم نے ایک سو ایک تک شمار کیا۔ کوئی شخص صرف ان دعوؤں کو پڑھ کر آسانی سے اُس کی دماغی خرابی کا اندازہ کر سکتا ہے وہ کذاب کہیں خدا، کہیں خدا کا بیٹا اور کہیں خدا کا باپ ہونے کا بھی مدعی ہے (معاذ اللہ) صرف توحید کے سلسلے میں مولانا اچھروی نے اس کے پندرہ دعاوی بیان کئے۔

انبیاء علیہم السلام میں سے جس کا نام آتا تھا، وہی بننے کا اعلان کر دیا۔ بلکہ وہ خود کو سب کے خصائص و کمالات کا جامع بھی ظاہر کرتا ہے۔ یہ سب کچھ غیر معقول ہونے کے علاوہ دلخراش بھی ہے۔

مرزا کی بیماریاں

ضعفِ قلب، ذیابیطس، دردِ سر، دورانِ سر، تشنج قلب، سل اوردق، ہسٹریا، مراق (مالیخولیا کی ایک قسم) قولنج زحیری، کثرتِ پیشاب (دن میں پندرہ بیس بار بلکہ بعض دفعہ سو سو بار) دستوں کی بیماری۔ مرزا کی وضاحت کے مطابق ذیابیطس اوردورانِ سر مستقل تھیں۔

ان بیماریوں کی موجودگی میں کیا نبوت کا دعویٰ حقائق پر مبنی ہوسکتا ہے۔ بقول حضرت برنی، عیسیٰ مسیح کا معجزہ تھا کہ بیماریوں کوتندرست بلکہ مُردوں کوزندہ کرتے تھے۔ اور مسیح موعود یعنی بزعم خودمرزا قادیانی کی نشانی خودامراض ہیں۔ خاص کرسر کی بیماری اور پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ (قادیانی مذہب ص ۱۰۸)

مالیخولیا، جومرزا قادیانی کا اہم مرض تھا، کے اثرات سنو۔

۱۔ مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں۔ جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کرتا ہے خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کواس کی تبلیغ کرتا ہے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ اکسیراعظم از حکیم محمد اعظم خان)

۲۔ ڈاکٹر شاہنواز قادیانی کا فیصلہ:۔

ایک مدعیٔ الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کوہسٹریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جواس کی صداقت کی عمارت کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیتی ہے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ ریویوآف ریلیجنز قادیان)

مرزا کی بدحواسیاں

سیرۃ المہدی حصہ دوم کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (معاذاللہ ثم معاذاللہ) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں، بلکہ اوپر کوہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گُرگابی (جوتا) ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتا پہنتے تھے، اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ سیرۃ المہدی)

آپ کو (یعنی مرزا قادیانی کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصے سے لگی ہوئی ہے۔ اسی زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گُڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے (یعنی مرزا بھول جاتا تھا کہ گڑ کے ڈھیلوں کے لئے کون سی جیب ہے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ تتمہ براہین احمدیہ)

سوچو! کیا یہ بدحواسی شانِ نبوت کے لائق ہیں۔

کھانے کی پسندیدہ چیزیں

کرارے پکوڑے۔ سالم مرغ کا کباب، گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت۔ انگور بمبئی کا کیلا۔ ناگپوری سنگترہ۔ سیب۔ سردے۔ سرولی آم۔ برف اور سوڈالیمنڈ جنجر، بازاری مٹھائیاں (ہندو کی دکان سے ہوں یا مسلمان کی دکان سے) ولایتی بسکٹ، مشک۔ عنبر۔ مفرح عنبری۔ افیون۔ ٹانک وائن (طاقتور اورنشہ دینے والی شراب) اور برانڈی حالت مرض میں جائز سمجھتے تھے اور مرض دائمی تھا) (ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی)

لباس

مختلف روایات کا خلاصہ کرتے ہوئے مناظر اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''مرزا صاحب کے سر پر رومی ٹوپی، اوپر دس گز کی پگڑی بندھی ہوئی، سرین کے نیچے تک شملہ لٹکتا ہوا۔ منہ میں پان، چست پاجامہ یا غرارہ پہنا ہوا ریشمی ازار بند، ایک پلے میں کنجیوں کا گچھا، پاؤں میں الٹی گرگابی پہنے ہوئے (جس پر نشان لگے ہوں) اوپر پھٹا ہوا سفید

چونغہ، دایاں بازو خشک لکڑی کی طرح ہلتا ہوا''......

یہ ہے امت مرزائیہ کا پیشوا۔

اگر اس کے ساتھ چہرے کا ناگفتنی حلیہ بھی شامل کرلیا جائے تو......

تحریر اور زبان

انبیائے کرام علیہم السلام فصاحت و بلاغت، اور شائستگی و لطافت کا مرکز ومنبع رہے ہیں۔ لیکن حیرت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کی عربی، فارسی اور اردو تحریریں پڑھ کر کہیں بھی حسنِ زبان و بیان نظر نہیں آتا۔ صرف ونحو کی بیشمار اغلاط عربی و فارسی ہی میں نہیں۔ اردو تحریروں میں بھی موجود ہیں۔ تذکر و تانیث اور وحدت وجمع کے استعمال میں بھی ایسے گل کھلاتا ہے کہ شاید آٹھویں جماعت کے ذہین طالب علم کو بھی عار آئے۔ چند فقرے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اور جیسی موسوی شریعت کا ابتداء موسیٰ سے ہوا۔ (ازالہ)

تبصرہ:۔ ابتداء مؤنث ہے۔

۲۔ اس کی مرض انتہا کو پہنچ گئی۔ (براہین)

تبصرہ:۔ مرض مذکر ہے۔

۳۔ یہ ایک ایسا قرار داد ہے۔ (چشمہ معرفت)

تبصرہ:۔ قرارداد مؤنث ہے۔

یونہی وہ قیمت، حد، چراگاہ کو مذکر اور انتظار، درد کو مؤنث لکھتا ہے۔

(ازالہ اوہام میں) پیشگوئیاں کافی ہے۔ خواص اور نجابت ختم نہیں ہوسکتی۔ وغیرہ میں واحد وجمع کا غلط استعمال کیا ہے۔

پروفیسر برق مرحوم نے، حرف محرمانہ، میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔

جہاں تک مرزا قادیانی کی شائستگی تحریر کا تعلق ہے۔ ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ مقام نبوت کی عظمتیں تو ہمارے تصور سے بھی بالاتر ہیں، کوئی شریف یا صالح آدمی بھی طرز بیاں اختیار نہیں کرسکتا۔ جو مرزا کی تحریروں کا طرۂ امتیاز ہے۔ صرف چند مثالیں حاضر ہیں۔

۱۔ یہ مولوی جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم)

۲۔ مجاہدین جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بارے میں مرزا کہتا ہے۔ ان لوگوں نے چوروں قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کردیا۔

۳۔ مولانا سعداللہ لدھیانوی کے متعلق:۔

غول، لئیم، شیطان، ملعون، خبیث، مفسد، کنجری کا بیٹا۔

تاریخی معلومات

مرزا قادیانی تاریخ سے کتنا نابلد تھا۔ اس سلسلے میں اُس سے کیا افسوسناک غلطیاں ہوئیں، ایک طویل قصہ ہے۔ میں یہاں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ قبل اور والدہ ماجدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہما نے اس سے چھ سال بعد وصال فرمایا۔ مگر مرزا کہتا ہے۔

''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلعم وہی ایک یتیم لڑکا تھا۔ جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی۔''

اتنی جہالت اور پھر دعویٰ نبوت، یقیناً یہ کسی دجال اور کذاب کا ہی ہے۔ (مزید مثالیں حرفِ محرمانہ میں دیکھیں)

مرزا کے فرشتے

۱۔ خیراتی (مکاشفات۔ تریاق القلوب)

۲۔ شیر علی (" ")

۳۔ ٹیچی ٹیچی (مکاشفات، البشریٰ، ضمیمہ حقیقۃ الوحی)

مرزا کے بعض الھامات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ ''تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ بزدلی سے ہیں۔'' (انجام آتھم)

۲۔ ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی)

۳۔ ''رُبنا حاج۔ ہمارا رب حاجی ہے۔'' (براہین) وغیرہ وغیرہ

۴۔ اَنتَ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ وَلَدِیْ. تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

۵۔ اِسمَعْ وَلَدِیْ. اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ)

الہام عربی، فارسی، اُردو، انگریزی اور

پنجابی ہوئے۔ بعض الہام بالکل مہمل ہیں۔

۱۔ ضی شائل متیاس (حقیقۃ الوحی)

۲۔ ہوشعنا نعسا (براہین)

انگریزی حکومت کا غلام

صرف ایک دو مقامات سے ضروری اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ میں نے برابر سولہ برس سے اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا ہے کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں۔ اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لئے اپنی ہر ایک تالیف میں لکھنا شروع کیا۔ (مثلاً دیکھو براہین احمدیہ، شہادت القرآن، سرمہء چشم آریہ، آئینہ کمالاتِ اسلا، حماۃ البشری وغیرہ) کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح سے مسلمانوں کو جہاد درست نہیں (قادیانی مذہب بحوالہ تبلیغ رسالت)

۲۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنتِ انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر لکھا ہے کہ کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہے۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالکِ عرب مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ تریاق القلوب)

۳۔ درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ میں ''خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں مورخہ ۲۴ رفروری ۱۸۹۹ء'' میں لکھتا ہے۔

''میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسما مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدماتِ خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے۔ عنایتِ خاص کا مستحق ہوں...... اس خود کاشتہ پودا کی نسبت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ تبلیغ رسالت از میر قاسم علی قادیانی)

خدارا سوچئے اور انصاف کیجئے دشمنان اسلام کی یہ چاپلوسی کس حد تک جائز ہے۔ اور کیا شانِ نبوت کے لائق ہوسکتی ہے۔ نہیں بلکہ ایک ادنیٰ اور گنہگار مسلمان بھی، جب تک مسلمان ہے۔ اسلام کے خلاف ایسی سازش نہیں کرسکتا اور اتنا ضمیر فروش نہیں ہوسکتا۔

حرف آخر

اس سارے مضمون کو جو نہایت عجلت میں لکھا گیا ہے۔ بغور پڑھیں اور جائزہ لیں۔ کیا مرزا قادیانی نبی، مسیح، مجدد، مامور من اللہ بلکہ ایک صالح مسلمان یا ایک شریف و باغیرت انسان بھی کہلانے کا مستحق ہے۔ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی اور اسلام کا غدار تھا۔ مرزائیت مذہب کا نام نہیں بلکہ دینِ حق کے خلاف اسلام دشمنوں کی بدترین گھناؤنی سازش ہے۔ افسوس عالم اسلام بلکہ مسلمانانِ پاکستان بھی اس کے خطرناک عزائم سے واقف نہیں۔ صرف ہمارے وطنِ عزیز میں نہیں، دوسرے اسلامی ممالک میں بھی قادیانی مسلمانی کے بھیس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ سوچئے کیا یہ ملک و ملت کیلئے اچھا شگون ہے۔

حکومت کا، علماء و مشائخ کا، وفادار سیاستدانوں کا، اساتذہ وطلبہ کا اور ملت کے تمام بہی خواہوں کا اولین فرض یہی ہے کہ اپنے دین و مذہب اور ملک وملّت کو بچانا چاہتے ہیں۔ تو دشمنوں کے اس خود کاشتہ پودے، کو جڑ سے کاٹ پھینکیں۔

(اختصار ملحوظ تھا۔ لہٰذا پہلے حصے میں اکثر عبارتوں کا خلاصہ دیا گیا۔)

انگریز کا خود کاشتہ

تحریر: سید محمد سلطان شاہ

تاریخ شاہد ہے کہ امت مسلمہ نے جب بھی جہاد کو خیر باد کہا، تباہی اور بربادی اس کا مقدر بن گئی اور وہ ذلت کی ایسی دلدل میں پھنس گئی جہاں سے نکلنے کے لئے اسے پھر اپنے اندر روح جہاد کو زندہ کرنا پڑا۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد مغل حکمرانوں نے جہاد سے کترانا شروع کر دیا۔ شمشیر و سناں کی جگہ طاؤس و رباب نے لے لی۔ انگریزوں نے موقع غنیمت جانا اور آہستہ آہستہ برصغیر پاک و ہند پر قابض ہو گئے۔ 1957ء میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر انگریزوں سے ٹکر لی۔ لیکن شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حکومت برطانیہ نے ہندوستانی عوام کو وفادار بنانے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سرد کرنے کے لئے ہندوستان کا سروے کرایا۔ وائسرائے لارڈ میو (Lord Mayo) کے دور میں انگلستان سے ماہرین کا ایک وفد ہندوستان آیا۔ اس کا ذکر آغا شورش کاشمیری نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

''انگلستان کی حکومت نے ہندوستان سے برطانوی عمال کی یادداشتوں کا جائزہ لینے اور صورت حال کا بالواسطہ مطالعہ کرنے کے لئے 1869ء کے شروع میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، بعض انگلستانی اخبار کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ وفد کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتہ چلائے کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جا سکتی ہے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سلب کر کے انہیں کس طرح رام کیا جا سکتا ہے۔ اس وفد نے واپس جا کر دو رپورٹیں مرتب کیں۔ جن ارکان نے (The Arrival of British Empire in India) ''ہندوستان میں برطانوی حکومت کی آمد'' کے عنوان سے رپورٹ لکھی انہوں نے لکھا۔

''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کو اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کیلئے مفید کام لیا جا سکتا ہے۔''

یہ وفد وائسرائے کیننگ (Canning) کے مشیر کی ایک یادداشت کے بعد بھیجا گیا تھا۔ جو ملکی حالات وخطرات سے متعلق تھی۔ اس وفد نے 1870ء میں حکومت برطانیہ کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد انگریزوں نے موزوں آدمی کی تلاش شروع کر دی۔ جس سے حواری نبی (Apostolic Prophet) کا دعویٰ کروایا جائے۔ انگریز کسی لالچی مسلمان سے ایمان کا سودا کر کے اس سے دو کام لینا چاہتے تھے۔

اولاً: ملت اسلامیہ کے اخوت واتحاد کو ختم کرنا، مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' (Divide And Rule) کے اصول کے تحت ان پر حکومت کرنا۔

ثانیاً: مسلمانوں کا جذبہ اتحاد اس ''حواری نبی'' کے فتوے کی مدد سے ختم کرنا۔

انگریزوں نے کئی راسخ العقیدہ مسلمانوں کو ''حواری نبی'' بننے کی پیش کش کی، لدھیانہ کے

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ھے

''جس شخص نے امت کو انگریز کی ابدی غلامی کے لئے تیار کرنے میں ساری عمر کھپا دی ہو، ہم مجبور ہیں کہ اسے ملت کا بدخواہ اور غدار قرار دیں۔ جس طرح خارش زدہ کتے کو مسجد میں ہم داخل نہیں ہونے دیتے اسی طرح ہم ایسے غداروں کو حرم ملت کے پاس نہیں پھٹکنے دیں گے......وہ (مرزا) عمر بھر ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر کے اپنے انگریز محسنوں کے قدموں پر لا ڈالنے کے لئے سرگرداں رہے۔''

مرزا صاحب انگریزوں کی اطاعت کو عبادت قرار دیتے تھے۔ اپنی کتاب "شہادت القرآن" میں تحریر کرتے ہیں۔

"جب ہم اس (انگریز) بادشاہ کی دل سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا ہم اس وقت عبادت کر رہے ہیں۔"

ایک بزرگ خواجہ احمد صاحب کو مہاراجہ پٹیالہ نے انگریزوں کی طرف سے حواری نبی بننے کی پیش کش کی تھی۔ انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ "میں ایمان نہیں بیچتا" ان کے علاوہ متعدد لوگوں کو اس منصب شنعیہ پر فائز کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن کوئی بھی اس لعنت کے طوق کو اپنے گلے میں ڈالنے پر راضی نہ ہوا۔ آخر مرزا غلام احمد قادیانی نے اس لعنت کے تاج کو زیب سر کر لیا۔ اس نے وہ سب خدمات جو قادیانیت کی تخلیق کی غایت تھیں بسر و چشم انجام دیں۔

مرزا صاحب سے نبوت کا دعویٰ کرانے کیلئے انگریزوں نے کس طرح رابطہ کیا؟ انہوں نے اپنا ایمان کس مقام پر گوروں کے ہاتھوں فروخت کیا؟ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جناب مصباح الدین کے مطابق مہاراجہ پٹیالہ کے ذریعہ یہ سودا طے پایا۔ لیکن مرزا کی اپنی زندگی پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ جس زمانے میں انہوں نے اپنا ایمان انگریزوں کے ہاتھوں فروخت کیا۔ اس وقت وہ سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ملازم تھے۔ ان دنوں پادری بٹلر سے، جس سے مرزا نے بڑے تلخ و ترش مناظرے کئے تھے۔ ان کا رویہ یکسر بدل گیا۔ ایک دوسرے سے بحث و مباحثے کرنے والے اچانک شیر و شکر ہو گئے۔ جناب عبدالقادر نے لکھا ہے۔

"پادری بٹلر صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے کچہری تشریف لائے جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔"

شورش کاشمیری نے بھی اس بات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ مرزا صاحب نے ملازمت کے دوران سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم اے سے رابطہ قائم کیا۔ وہ آپ کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندر خانہ بات چیت کرتے۔ بٹلر نے وطن جانے سے پہلے آپ سے تخلیہ میں کئی طویل ملاقاتیں کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے ہاں گیا۔ اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر مرزا صاحب استعفیٰ دے کر قادیان آ گئے۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد مذکورہ وفد انگلستان پہنچا اور لوٹ کر مجوزہ رپورٹیں مرتب کیں۔ ان رپورٹوں کے فوراً بعد ہی مرزا صاحب نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا۔ برٹش انڈیا کے سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا صاحب نبوت کے لئے نامزد کئے گئے۔

مرزا قادیانی کو اس منصب کے لئے کیوں نامزد کیا گیا؟ اس کی تین وجوہ تھیں۔

1- وہ اس سے قبل مناظروں کے ذریعے کافی شہرت حاصل کر چکے تھے اور ان کا شمار نامور مسلم مناظرین میں ہوتا تھا۔

2- انہوں نے چار سال تک 1864ء سے 1868ء تک انگریزی حکومت کی ملازمت کے دوران یہ ثابت کر دیا کہ وہ انگریزوں کے اشارے پر ناچنے کے لئے تیار ہیں۔

3- ان کا خاندان ہمیشہ سے انگریزوں کا وفادار رہا تھا۔ جس کی وجہ سے انگریزوں کو اس پر بھرپور اعتماد تھا۔

مرزا کے خاندان نے حکومت برطانیہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کبھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اس کا ذکر خود انہوں نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"میرے والد غلام مرتضےٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بزمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بالائے

"ہمارے امام نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو 22 برس ہیں اس تعلیم میں گذارا ہے کہ جہاد حرام ہے اور قطعاً حرام ہے۔ یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد دیکھ کر ان کو بلاد اسلام، عرب، شام، کابل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے۔ جن سے گورنمنٹ بے خبر نہیں ہے۔"

مرزا صاحب کا انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے 1857ء کی جنگ آزادی کو ''غدر'' اور ''مفسدہ'' قرار دینا اس کا غماز ہے کہ وہ انگریزوں کے پالتو تھے اور ان سے قبل ان کا خاندان بھی اپنے برطانوی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اپنی طاقت صرف کر چکا تھا۔ حتیٰ کہ ان کے والد بڑھاپے میں بھی انگریزوں کی خدمت میں مصروف رہے۔

جاتے تھے۔ 1857ء میں انہوں نے سرکاری انگریزی کی خدمت گزاری میں پچاس گھوڑے مع پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندالضرورت وعدہ بھی دیا اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجا آوری خدمات عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھی۔ چنانچہ سرلیپل گریفن صاحب نے اپنی کتاب ''رئیسان پنجاب'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں ہر دلعزیز تھے اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر ان کے مکان پر آ کر ان سے ملاقات کرتے تھے۔''

ایک اور جگہ اپنے والد اور بھائی کی آن خدمات کا جو انہوں نے انگریزوں کے لئے سرانجام دیں۔ ان الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں۔

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جس کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جس کا ذکر گریفن صاحب کی تاریخ ''رئیسان پنجاب'' میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی تھی۔ یعنی پچاس گھوڑے اور سوار بہم پہنچا

کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے...... پھر میرے والد کی وفات کے بعد میرا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ ''تحفہ قیصریہ'' میں مرزا قادیانی نے اپنے والد کا ذکر یوں کیا ہے۔

''میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار کے ایسے خیر خواہ اور دل کی بہادر تھے کہ مفسدہ 1857ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔''

مرزا صاحب کا انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے 1857ء کی جنگ آزادی کو ''غدر'' اور ''مفسدہ'' قرار دینا اس کا غماز ہے کہ وہ انگریزوں کے پالتو تھے اور ان سے قبل ان کا خاندان بھی اپنے برطانوی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اپنی طاقت صرف کر چکا تھا۔ حتیٰ کہ ان کے والد بڑھاپے میں بھی انگریزوں کی خدمت میں مصروف رہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

''میرا باپ خدمات میں پیرانہ سالی تک مشغول رہا۔ اگر اس کی خدمات لکھیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم عاجز رہ جائیں۔ وہ ہمیشہ مراحم کا امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو خاص فرمایا۔ اس کی غم خواری کی، اس کی رعایت رکھی اور اپنے خیر خواہوں

''پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔ لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا...... سو میں، اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا۔ جس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر نہ ہو۔ نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔''

اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی مرزا غلام قادر ہوا۔ سرکاری عنایات اس کے شامل ایسی ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں۔"

گورنر پنجاب کو عرضی پیش کرتے ہوئے اپنے خاندان کی وفاداری کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

"میں سب سے پہلے یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں اس خاندان سے ہوں۔ جسکی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار کا خیر خواہ ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔"

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد ان کے بھائی مرزا غلام قادر کو جنرل نکلسن نے ایک سند عطا کی جس میں لکھا۔

"ان کا خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔"

یہ مرزا جی کے خاندان کی انگریزی گورنمنٹ کی خدمات کا مختصر ذکر تھا۔ اب ان کی اپنی خدمات اور انگریزوں سے تعلقات کا ذکر ملاحظہ فرمائیے جس سے واضح ہو جائے گا کہ وہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا۔ مرزا صاحب اپنے والد اور بھائی کی وہ خدمات جو انہوں نے انگریزی حکومت کے لئے سرانجام دی تھیں کا تذکرہ کرنے کے بعد اپنے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

"پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔ لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا..... سو میں، اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا۔ جس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر نہ ہو۔ نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔"

مرزا صاحب گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے نام ایک درخواست میں اپنی خدمات کا یوں تذکرہ فرماتے ہیں۔

"میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایسی خدمات میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں، بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔"

"میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایسی خدمات میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں، بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔"

ایک اور مقام پر استفہامیہ انداز میں لکھتے ہیں۔

"پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کو روکنے کے لئے برابر سترہ سال پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا، کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟"

مرزا قادیانی صاحب نے انگریزوں کے حکم پر مسلمانوں کو جہاد سے دور رکھنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اسی لئے شاعر مشرق حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا۔

آں زایراں بود و ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد

اس شعر میں بہاء اللہ ایرانی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق علامہ اقبال کہتے ہیں کہ اول الذکر حج سے بیگانہ اور مؤخر الذکر جہاد سے بیگانہ تھا۔ مرزا صاحب نے ایک دفعہ اپنی باطل جماعت کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بے ہودہ رسم کو اٹھا دے۔ چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی، فارسی اور اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں۔ جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں۔ اس قوم میں یہ خرابی نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے۔ لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی۔"

محمد علی قادیانی امیر قادیانی جماعت لاہور نے 1902ء میں ایک مضمون لکھا۔

"ہمارے امام نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو 22 برس ہیں اس تعلیم میں گذارا ہے کہ جہاد حرام ہے اور قطعاً حرام ہے۔ یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد دیکھ کر ان کو بلاد اسلام، عرب، شام، کابل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے۔ جن سے گورنمنٹ بے خبر نہیں ہے۔"

مرزا صاحب کا بیان تبلیغ رسالت میں یوں درج ہے۔

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلینڈ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کم فہموں کے دلوں سے غلط خیالات جہاد وغیرہ کو دور کروں جو ان کی دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

رسالہ "گورنمنٹ انگریز اور جہاد" میں مرزا جی لکھتے ہیں۔

"دیکھو میں (مرزا غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔"

جہاد کے خلاف نظم میں یوں راگ الاپتے ہیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کا جذبہ ختم کرنے کے لئے مرزا صاحب نے اپنی تمام توانائی صرف کر دی۔ کیونکہ انگریزوں نے مرزا صاحب سے نبوت کا دعویٰ صرف اسی لئے کروایا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے جہاد کا جوش ختم کر دے۔ افسوس کہ وہ اپنے بدترین مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مسلمان قرآن و حدیث کو چھوڑ کر مرزا جیسے کٹھ پتلی شخص کی باتوں پر کیسے کان دھر سکتے ہیں۔ ان کے سامنے حضور سید المرسلین ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عملی نمونے تھے۔ لیکن مرزا صاحب نے آخری دم تک انگریزوں کی قصیدہ خوانی جاری رکھی اور ایسے الہامات اور فتاویٰ کی تشہیر کرتے رہے جو جہاد کے خلاف تھے۔ اس کا اعتراف جماعت احمدیہ کے موجودہ پیشوا مرزا ناصر احمد نے بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

(One of The Main Points of Gluam Ahmad Has Been Rejection of Holy Wars.)

اب مرزا صاحب کی زبانی انگریزی حکومت اور ملکہ کی مدح سرائی ملاحظہ ہو۔ اپنے ایک رسالے کے آغاز میں لکھتے ہیں۔

"میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔"

"تریاق القلوب" میں قمطراز ہیں۔

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت

میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

مرزا صاحب کے نزدیک انگریزوں کی غیر اسلامی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا اسلام سے منحرف ہونے کے مترادف تھا۔ چنانچہ اپنے ایک رسالے میں انگریزی حکومت کو اپنی وفاداری کا اس طرح یقین دلاتے ہیں۔

"سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول (ﷺ) سے سرکشی کرتے ہیں۔"

"تحفہ قیصریہ" میں اپنے گورے آقاؤں کی یوں زمزمہ پیرائی کرتے ہیں۔

"سو اس نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔"

مرزا کے صاحبزادے میاں محمود احمد نے لکھا ہے۔

"گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور مقاصد کو پورا کرتے ہیں..... اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔"

مرزا صاحب "آریہ دھرم" میں انگریزوں کے سامنے اپنی جبین خم کرتے ہوئے نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں۔

"بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی میں فدا ہے اور ہوگا، ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعا گو ہیں۔"

اب مرزا صاحب کا وہ بیان بھی سنئے جس میں وہ خود "مامور من اللہ" ہونے کی بجائے "مامور من الانگریز" ہونیکا اعتراف کرتے ہیں۔ اپنی ایک درخواست میں اپنے مامور کرنے والوں سے یوں التماس کرتے ہیں۔

"میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، ایمان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت زار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکاری انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمت گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں تا کہ ہر شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کی دلیری نہ کر سکے۔"

مرزا صاحب کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس نے انگریزوں کے ہاتھ اپنا ایمان بیچا اور وہ انہی کا خود کاشتہ پودا تھا۔ نئی دہلی کے ہفت روزہ "دعوت" نے قادیانیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

"قادیانیوں کا پودا برطانوی سامراج نے اپنے تحفظ کے لئے لگایا تھا۔"

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

"مرزائیت کی تحریک جو مذہبی روپ میں نمودار ہوئی دراصل مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد فنا کرنے اور ان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ایک خوفناک سازش ہے۔ جو انگریزی دور حکومت میں تیار کی گئی۔ مرزائیت کی تنظیم انگریزی راج کو دوام بخشنے کی ایک تدبیر ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری

زندگی انگریزوں کی قصیدہ خوانی میں گزری۔ مرزائیت کو ہم ایک ایسے درخت سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کی آبیاری اور حفاظت اپنی سیاسی مصلحت کے تحت انگریز کرتے رہے اور جب تک وہ یہاں رہے اس کی برگ و بار سے متمتع ہوتے رہے۔"

چوہدری افضل حق مرزائیت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"مرزائیت عیسائیت کی توام بہن ہے۔ یہ تحریک انگریزی حکمت عملی کی آغوش میں پل کر بڑھی پھلی اور پھولی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پلومر کی ٹانک وائن سے مست ہو کر ایک مکتوب میں اپنی نبوت کو انگریزی کا "خود کاشتہ پودا" بیان کر کے برطانوی سرکار سے ناجائز تعلقات کی پوری کہانی بے خبری میں کہہ دی۔ اس دستاویزی ثبوت کے بعد کوئی عقل کا اندھا ہی مرزائیت کی راہ اختیار کر سکتا ہے۔"

مرزا صاحب انگریزوں کی اطاعت کو عبادت قرار دیتے تھے۔ اپنی کتاب "شہادت القرآن" میں تحریر کرتے ہیں۔

"جب ہم اس (انگریز) بادشاہ کی دل سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا ہم اس وقت عبادت کر رہے ہیں۔"

اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی گوہر افشانی کرتے ہیں۔

"برٹش گورنمنٹ فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے۔ اس کی ہستی احمدیت کی ہستی ہے۔"

خواجہ کمال الدین لاہوری مبلغ کا بیان بھی قابل غور ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

"میں جس ملک میں گیا وہاں لوگوں کو یہی کہتے سنا کہ یہ قادیانی لوگ گورنمنٹ (برطانیہ) کے خفیہ جاسوس ہیں۔"

مسلمان علماء اور دانشور آغاز ہی سے مرزا صاحب کو انگریزوں کا مامور کیا ہوا سمجھتے تھے۔ مولانا علی میاں ندوی لکھتے ہیں۔

"علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست کے بطن سے وجود میں آئی ہے۔"

مشہور اہل حدیث عالم احسان الٰہی ظہیر رقمطراز ہیں۔

"انگریز کی اطاعت اور وفاداری مرزائیت کے ہاں ایک اضافی اور معمولی مسئلہ نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے اپنی بیعت کی شرطوں میں سے ایک شرط قرار دیا۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ بیعت میں ان امور کی شرط لگائی جاتی ہے جو اس کی اساس ہو۔

حضرت مولانا ظفر علی خان نے مسلمانوں کو مرزا صاحب کی اصلیت سے اپنی شاعری کے ذریعے آگاہ کیا۔ وہ ہمیشہ رد قادیانیت کے لئے سرگرم رہے۔ مرزا کذاب اور اس کی جھوٹی نبوت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پلی ہے مغربی تہذیب کے آغوش عشرت میں
نبوت بھی رسیلی ہے پیمبر بھی رسیلا ہے
نصاریٰ کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا
اور ابطال جہاد انجام مقصد کا وسیلہ ہے

ایک اور مقام پر "انگریزوں کے خود کاشتہ پودے" کا ذکر مرزا صاحب کی زبانی یوں کرتے ہیں۔

نبوت مجھے بخشی انگریز نے
یہ پودا اسی کا ہے خود کاشتہ
پلومر کی بھٹی سلامت رہے
ہے جس کی صبوحی میرا ناشتہ
یہ ہے ٹیچی ٹیچی کی بروقت چُخ
جو ہے میری تھیلی زرا فراشتہ

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی مرزا صاحب اور انگریزوں کے تعلقات کا ذکر کیا ہے اور یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا صاحب انگریزی سرکار کے اشارے پر مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کی کوشش کرتے رہے اور ہمیشہ انگریزوں سے اس کے تعلقات خوشگوار رہے۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

"جس شخص نے امت کو انگریز کی ابدی غلامی کے لئے تیار کرنے میں ساری عمر کھپا دی ہو، ہم مجبور ہیں کہ اسے ملت کا بدخواہ اور غدار

قرار دیں۔ جس طرح خارش زدہ کتے کو مسجد میں ہم داخل نہیں ہونے دیتے اسی طرح ہم ایسے غداروں کو حرم ملت کے پاس نہیں پھٹکنے دیں گے...... وہ (مرزا) عمر بھر ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر کے اپنے انگریز محسنوں کے قدموں پر لا ڈالنے کے لئے سرگرداں رہے۔"

چونکہ مرزا صاحب نے انگریزوں کے ایماء پر خود ساختہ نبوت کا ڈھول پیٹا تھا اس لئے اس نے کبھی اپنے فرنگی آقاؤں کو فراموش نہیں کیا۔ وہ مرزائیت کی بیعت لیتے وقت انگریزی حکومت کی وفاداری کا عہد لیا کرتا۔

اسی طرح ان پر وحی لانے والا "ٹیچی ٹیچی" بھی کبھی کبھار انگریزی نوجوان کی شکل میں نازل ہو جایا کرتا تھا اور بعض اوقات انہیں الہام بھی ٹوٹی پھوٹی انگلش میں ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ قادیانیت کی برطانوی سرپرستی کی کئی اور مثالیں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً پاکستان کے قادیانی مرکز "ربوہ" کی 1033 ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے اراضی انگریز گورنر سر فرانس موڈی کی خاص دلچسپی سے قادیانیوں کو الاٹ ہوئی تھی۔ مرزا صاحب کی انگریز گورنر اور وائسرائے ہند سے خط و کتابت اور ملاقاتیں بھی ان کے انگریزوں سے تعلقات کا واضح ثبوت ہیں۔

حال ہی میں قادیانیوں کا ربوہ سے لندن اپنا ہیڈ آفس منتقل کرنا بھی اس کی غمازی کرتا ہے کہ وہ برطانیہ کے بھیجے ہوئے تھے۔

اس مضمون سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مرزا کذاب انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ اسے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے، انگریزوں کے لئے مسلمانوں میں وفاداری پیدا کرنے اور ان کو جذبہ جہاد ختم کرنے کیلئے مامور کیا گیا تھا۔

قائداعظم اور مرزائیت

بانیء پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح اپنے آخری سانسوں تک مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑتے رہے۔ ایک بار آپ نے فرمایا کہ اگر اسلامی حکومت کے قائم کرنے کے لئے ایک میز کے برابر بھی جگہ ملی تو میں انکار نہیں کروں گا۔

ان کا اصل میدان سیاست اور قانون تھا۔ وہ زندگی بھر مذہبی اختلافات میں نہیں الجھے۔ خاندانی اعتبار سے بابائے قوم کا تعلق خواہ کسی فرقے سے ہو لیکن کسی بھی موڑ پر انہوں نے آبائی مسلک سے دلچسپی نہ جتلائی۔ یہ مرد آہن فقط ایک پکا اور سچا مسلمان تھا اور ہمیشہ اسلام کی بات کرتا رہا!

پوچھا جا سکتا ہے کہ اس نظریاتی مملکت کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی کیوں مقرر کیا گیا؟

بانیء پاکستان کو حصول آزادی کی خاطر بعض ناگوار معاہدات اور سخت شرائط پر بھی مجبوراً دستخط کرنا پڑے۔ آپ کے پاس وقت کم تھا اور کام زیادہ۔ انہوں نے غلامی پر لولے لنگڑے پاکستان کو ترجیح دی۔ ان کے نزدیک پروانہء خودمختاری مل جانا ہی محرومیوں کا مداوا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر بہت اصرار کیا اور دھمکی دی کہ جب تک یہ اعلان نہیں کیا جاتا، اختیارات کی منتقلی نہ ہو سکے گی...... انہی مسائل کے سبب قائداعظمؒ نے علاوہ اس کے پاکستان کا پہلا وزیر قانون بھی سردار جوگندر ناتھ منڈل کو مقرر کیا تھا۔

اس حوالہ سے آپ کو مورد الزام ٹھہرانے والے خود قصوروار نکل آتے ہیں۔

دوسرے جزو کی رو سے سیاسی تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ بعض مسلم لیگی کارکنوں کا کہنا ہے کہ سر میاں فضل حسین کی سازش پر ظفر اللہ خان چودھری کو وائسرائے کونسل میں لیا جانا ایک باقاعدہ سازش تھی۔ ایک مدت تک اسے سیاسی تربیت دی جاتی رہی اور ما قبل آزادی ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ سر ظفر اللہ خاں کو چار و ناچار وزارت خارجہ کا قلم دان سونپنا پڑا۔

اس باب کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ قبل ازیں مرزائیوں کی منافقت کا کوئی عملی تجربہ نہ تھا اور قائداعظمؒ ان کے خطرناک عزائم سے مطلقاً لاعلم تھے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو آپ جیسے مخلص لیڈر اور عظیم شخصیت کی نیت پر شبہ کیا جانا درست نہیں۔ انہوں نے ہر دوراہے پر اپنی عظمت کردار سے جذبہ خیر خواہی ثابت کیا اور مسلمانان ہند کے روشن مستقبل کی خاطر اپنی جدوجہد کے عملی ثبوت دیئے۔ جب کہ یہ حقیقت بھی ہمارے سامنے کھلی کتاب کی مانند ہے کہ جب تک آپ بقید حیات رہے، اس گروہ کو کھل کھیلنے کی اجازت نہ تھی اور یہ بھی ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ قائداعظمؒ نے ۱۹۴۸ء میں راجہ صاحب محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں۔ میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لئے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔

شومئ قسمت کہ قافلہء وقت تیزی سے رواں رہا اور قائداعظمؒ کو موذی مرض اور فرشتہء قضا نے اس کی مہلت نہ دی ورنہ آپ اس خطرے کا ابتداء میں ہی حل ڈھونڈ لیتے اور قوم آئندہ تباہیوں سے محفوظ ہو جاتی۔

(رائے محمد کمال)

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رح اور تحریک تحفظ ختم نبوت

تحریر: جناب طاہر رزاق لاہور

. اگست ۱۹۰۰ء میں جب مرزا قادیانی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کو دعوت مناظرہ دی تھی تو حضرت امیر ملت قدس سرہ بھی حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ لاہور میں موجود تھے۔ مرزا کے فرار کے بعد بادشاہی مسجد لاہور میں حضرت گولڑویؒ کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد ہوا تھا، اس میں بھی حضرت امیر ملت نے ایک ایمان افروز اور باطل سوز تقریر فرمائی تھی۔ اسی طرح جب مرزا کے خلیفہ اول حکیم نورالدین نے نارووال ضلع سیالکوٹ میں اپنا تبلیغی کیمپ لگایا اور سادہ لوح لوگ اس کے دام فریب میں پھنسنے لگے تو حضرت امیر ملت قدس سرہ اس وقت صاحب فراش تھے۔ چارپائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا لیکن آپ نے حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کر ہی نارووال لے چلو تا کہ اس فتنہ کی سرکوبی میں اپنا فرض ادا کر سکوں۔ چنانچہ متواتر چار جمعے آپ کی چارپائی اٹھا کر نارووال لے جاتے رہے اور آپ خطبہ جمعۃ المبارک میں مرزائی عقائد کا تار و پود بکھیرتے رہے۔ ناچار حکیم نورالدین کو راستہ ماپنا پڑا۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو مرزا بذات خود اپنے حواریوں کے انبوہ کثیر کے ساتھ سیالکوٹ میں اپنے مذہب کی تشہیر و اشاعت کے لئے وارد ہوا۔ ان دنوں یہاں مرزائیت کا بڑا شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ مرزائی تھا، لہٰذا مرزا کو اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی کی غالب امید تھی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ فوراً سیالکوٹ پہنچے اور مختلف بازاروں، محلوں اور مسجدوں میں بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کیے اور تقریباً ایک ماہ تک سیالکوٹ میں قیام فرما کر اپنے مخصوص مجاہدانہ انداز میں خطاب فرماتے رہے۔ آپ دلائل قاہرہ کے ساتھ ختم نبوت کے مسئلے کو تفصیلاً سمجھاتے اور دین متین اور عقائد فقہ پر قائم رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ ارشاد فرماتے کہ:

"دوسری نئی چیزوں کے اختیار میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن دین اپنا وہی پرانا رکھو۔"

دوران قیام تمام اخراجات آپ نے اپنی جیب مبارک سے برداشت کئے۔ مرزا کو مقابلہ میں آنے کی جرات نہ ہوئی۔ جس قدر لوگ اس کی بیعت کے لئے تیار تھے، وہ یہ ذلت و رسوائی دیکھ کر بدظن ہو گئے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرزا کو پھر

> آپ نے دوران تقریر پرجوش لہجے میں فرمایا کہ "وہ شخص بے دین ہے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی ہے۔ وہ بہت جلد اور ذلت کی موت سے مارا جائے گا۔"

> "ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلہ میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ میرا نبی ﷺ سچا ہے اور میں صدق دل سے اس سچے نبی کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا۔"

تا زیست سیالکوٹ کا رخ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔

سیالکوٹ کے اس عظیم معرکہ کے دوران ایک اہم واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ مرزا قادیانی کے ایک پیروکار مولوی عبدالکریم لنگڑا نے اپنے کیمپ کے اندر معراج النبی ﷺ پر لیکچر دیتے ہوئے یوں بکواس کی:

"لوگ کہتے ہیں براق آیا، براق آیا۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب ایڑیاں اور گھٹنے رگڑتے ہوئے وہی نبی مکہ سے بھاگ کر پہاڑوں اور غاروں میں چھپتا پھرتا تھا تو اس وقت براق کیوں نہ آیا؟"

جب یہ گستاخانہ کلمات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے اپنی جلسہ گاہ میں سنے تو آپ نے دوران تقریر پر جوش لہجے میں فرمایا کہ:

"وہ شخص بے دین ہے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی ہے۔ وہ بہت جلد اور ذلت کی موت سے مارا جائے گا۔"

دوسرے دن ایک غیر جانبدار شخص نے مولوی عبدالکریم کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پنجہ مارا ہے اور اس وقت وہ یوں دکھائی دے رہا تھا کہ شانہ سے لے کر کمر تک پٹکا باندھے ہوئے دیوار سے سہارا لے کر کھڑا ہے اور انتہائی کرب کی حالت میں ہے۔

اس خواب کی تعبیر یوں کی گئی کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے دوران تقریر جوش و خروش میں آ کر میز پر زور سے اپنا ہاتھ مارا تھا جورات کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پنجہ بن کر ظاہر ہوا تھا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد مولوی عبدالکریم سرطان (گدون دانہ) سے ہلاک ہوگیا۔ یہ بدبخت مولوی عبدالکریم سیالکوٹ میں پیدا ہوا تھا۔ ابتدائی تعلیم مڈل تک تھی بلکہ اس میں بھی حساب کے مضمون میں فیل ہوگیا تھا۔ پھر عربی، فارسی کی پرائیویٹ تیاری کر کے وہیں مشن سکول میں مدرس فارسی متعین ہوگیا۔ ایک روز ایک پادری سے الجھ کر مستعفی ہوگیا۔ اس وقت نیچری خیال کا حامل تھا۔ بعد میں مولوی نور دین خلیفہ اول مرزا صاحب کی وساطت سے مرزائی ہوگیا اور قادیان میں خطیب و امام مسجد بنا رہا اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کی بددعا سے ہلاک ہو کر سب سے پہلے قادیان کے "بہشتی مقبرہ" میں دفن ہوا۔

۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے لاہور میں خواجہ کمال الدین کے مکان پر وارد ہوا تو اپنا دام فریب بھی پھیلانے لگا۔ ان کے ساتھیوں نے لاہور شہر کے مختلف گوشوں میں تبلیغی کام شروع کر دیا تو اہالیان لاہور نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرزائیت کی بیخ کنی کی درخواست کی۔ آپ لاہور تشریف لائے اور آتے ہی برانڈرتھ روڈ پر خواجہ کمال الدین کے مکان کے سامنے والے باغ (اب باغ والی جگہ پر اسلامیہ کالج واقع ہے) میں ایک بہت بڑی اسٹیج قائم کی اور اسٹیج کے ساتھ لنگر پکانے کا انتظام کیا تا کہ عوام و خواص بروقت کھانا کھا سکیں۔ اس جگہ کئی روز تک مجالس وعظ و تقریر ہوئیں اور معتقدات مرزائیت کی تردید کی جاتی رہی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مقامی علماء کے علاوہ بہت سے بیرونی علماء کو بھی مدعو کر کے مرزائیت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

ان جلسوں میں حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی (ف ۱۹۲۰ء) مولانا پروفیسر اصغر علی روحی (۱۹۵۴ء) جیسے مشہور زمانہ علماء کے علاوہ حضرت امیر ملت کے خلفاء مثلاً مولانا محمد حسین قصوری (۱۹۲۷ء) مولانا امام الدین رائے پوری (۱۹۵۲ء) مولانا محمد شریف کوٹلوی فقیہ اعظم (۱۹۵۱ء) مولانا نور الحسن سیالکوٹ (۱۹۵۵ء) مولانا پیر خیر شاہ امرتسری (۱۹۲۵ء) مولانا غلام احمد اخگر امرتسری (۱۹۲۷ء) خطاب فرماتے تھے۔

حضرت امیر ملت نے مرزا کو مقابلہ میں آ کر اپنی صداقت کا ثبوت دینے کی دعوت دی اور پانچ ہزار روپے کے انعام کا اعلان بھی فرمایا لیکن مرزا کو مقابلہ میں آنے کی سکت نہ تھی۔ لہٰذا نہ آ سکا۔

کسی شخص نے مرزا کے گوش گزار یہ بات کی کہ پیر جماعت علی شاہ لاہور میں اس مقصد کے لئے آئے ہیں کہ مرزا بھاگ جائے۔ مرزا بولا یہ شخص نہیں جو بھاگ جائے گا بلکہ اگر وہ بارہ برس بھی رہے تو قدم نہ ہلے گا۔

یہ خبر کسی نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کو پہنچا دی تو آپ نے فرمایا:

''اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا ہے تو ہم چوبیس برس کا ڈیرہ جمائیں گے مگر مرزا کا تو خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔''

جب مرزا قادیانی اپنے بیانگ دہل دعوؤں اور بے شمار لاف زنیوں کے باوجود میدان میں نہ آیا تو پھر آپ نے ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو ہندوستان کے عظیم مسلمان فرمانروا حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کی بنا کردہ شاہی مسجد (المعروف بادشاہی مسجد لاہور) میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا۔ اس جلسے میں برصغیر کے نامور علماء بھی موجود تھے۔ لاکھوں مسلمانوں نے آپ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی۔ بعد از نماز جلسے کا آغاز ہوا جس میں شمس العلماء مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ (استاذ گرامی حضرت امیر ملتؒ) پروفیسر اصغر علی روحیؒ اور دیگر بہت سے علمائے کرام نے خطاب فرمایا۔ آخر میں آپ نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''مرزا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی فوقیت جگاتا ہے لیکن میں حضرت امام حسین کا غلام ہوں۔ وہ تو اعلان کرنے پر بھی مقابلے کے لئے نہ آئے۔ میری عادت پیش گوئی کرنے کی نہیں ہے البتہ اس سے قبل نومبر ۱۹۰۴ء میں ایک دفعہ مرزا کے مقابلے میں میری زبان سے چند کلمات بطور پیش گوئی کے نکل گئے تھے۔ جس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ نے پورا فرما دیا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد مرزا کا حواری عبدالکریم ذلت کی موت مر گیا۔ اب پھر میرے دل میں بار بار خیال آ رہا ہے جس کو میں باوجود کوشش کے ضبط نہیں کر سکتا اور وہ خیال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد عنقریب ذلت اور رسوائی کی موت مرے گا اور تم اس کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ میری اس پیشن گوئی کو مرزا کی پیشن گوئی کی طرح مت سمجھنا۔''

اس کے بعد آپ نے مزید ارشاد فرمایا کہ:

''جب تک مرزا یہاں سے چلا نہ جائے، میں لاہور سے نہیں جاؤں گا۔''

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس جلسہ میں تشریف لائے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر انہوں نے حضرت امیر ملت سے کہا کہ ''شاہ صاحب! میں تو واپس جاتا ہوں، آپ اپنا کام جاری رکھیں۔'' حضرت امیر ملت قدس سرہ نے ان سے کہا آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے تشریف لے جائیں گے۔ حضرت گولڑوی نے فرمایا ''میں گھر سے شکار کرنے آیا تھا مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ شکار میرے مقدر میں نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے لئے مقدر ہے۔ اس لئے آپ ٹھہریں اور اپنا کام کرتے رہیں۔'' چنانچہ اگلے دن حضرت گولڑوی واپس گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔

آپ نے مرزا جی کو ہر طرح سے للکارا۔ اسے دعوت دی کہ وہ میدان میں آ کر اپنے دعویٰ نبوت کو سچا ثابت کرے۔ مناظرہ کرے یا مباہلہ کرے۔ پانچ ہزار روپیہ کا انعام وصول کر لے۔ اگر مرزا میدان میں نہیں آ سکتا تو ہم ان کے پاس جانے کو تیار ہیں مگر مرزے کو کوئی بھی بات ماننے کی جرات نہ ہو سکی۔

آخر کار ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بروز پیر رات کے جلسہ میں لاہور و بیرون لاہور کے ہزاروں مسلمانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے بیان کیا کہ:

''ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلہ میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ میرا نبی ﷺ سچا ہے اور میں صدق دل سے اس سچے نبی کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا۔''

جب آپ نے یہ پیشین گوئی فرمائی تو ہزاروں مسلمانوں نے یک زبان ہو کر آمین کی صدائیں بلند کیں۔ یہ پیشن گوئی آپ نے رات دس بجے فرمائی اور ۲۶ مئی کو صبح دس بج کر دس منٹ پر مرزا آنجہانی ہو گیا۔ مولانا رومؒ نے سچ فرمایا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک بار کہا تھا کہ "جو کوئی ہیضے کی موت مرے گا، وہ کتے کی موت مرے گا" آسمان کا تھوکا منہ پر آیا۔ جس رات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے پیش گوئی فرمائی تھی، اسی رات تھوڑی دیر بعد مرزا کو ہیضہ ہوا۔ نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کر لی۔ مرنے سے چھ گھنٹے قبل زبان بند ہو گئی۔ جھاگ منہ سے نکلتی رہی اور اسی حالت میں (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) (صبح دس بج کر دس منٹ پر) خاتمہ ہو گیا۔ مرزا کی تاریخ وفات ہے لقد دخل فی قعر جھنم (۱۳۲۶ھ)

جس وقت حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مرزا کی ہلاکت کی پیش گوئی فرمائی تھی، تو لوگوں نے اسے پوری اہمیت نہ دی مگر جب پوری ہو گئی تو حد درجہ حیران ہوئے۔ اس پیش گوئی کا مرزائیوں نے آج تک ذکر نہیں کیا۔ مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور نے فرمایا کہ "ہم پہلے تو اس پیش گوئی کو معمولی سمجھے تھے آخر وہ تو سب سے بڑھ کر نکلی۔"

حضرت امیر ملت قدس سرہ نے جب مرزا کی ہلاکت کی خبر سنی تو فوراً سجدہ شکر بجا لائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مسلمانوں کے ایمانوں کو محفوظ رکھا۔ اپنے حبیب پاک ﷺ کی صداقت ظاہر فرمائی اور مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھا۔

مرزا کی ہلاکت کی خبر آناً فاناً پورے لاہور میں پھیل گئی۔ مسلمانوں نے جگہ جگہ مسجدوں، بازاروں اور محلوں میں شکرانہ کے جلسے منعقد کیے۔ ان بیشتر جلسوں میں حضرت امیر ملت قدس سرہ خود شریک ہوئے اور اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو مستفید و مستفیض فرماتے رہے۔ اس سلسلے میں تین روز تک اسلامیہ کالج (ریلوے روڈ) کے میدان میں جلسے منعقد ہوئے جن میں لاتعداد لوگ شریک ہوتے رہے۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ لاہور شہر کا کوئی گھر ایسا نہ ہوگا جس کے ایک دو افراد نے ان جلسوں میں شرکت نہ کی ہو۔ اس کے بعد اکناف و اطراف لاہور میں بڑے بڑے جلسے ہوئے۔ تقریباً ہر جلسے میں علمائے کرام کی تقریروں کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ ان تمام جلسوں میں بے شمار لوگ قادیانی عقائد سے تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہوئے اور ان میں سے اکثر و بیشتر نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے والوں کی تعداد ہر روز اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ آپ سٹیج پر کھڑے ہو کر سب کو داخل سلسلہ فرماتے تھے۔

مرزا قادیانی کی منحوس لاش کو جب نہایت بے کسی کی حالت میں بٹالہ کی طرف لے گئے تاکہ قادیان لے جا کر دفن کیا جائے تو اہل اسلام نے نہایت تذلیل و تحقیر کی۔

مرزا کی ہلاکت کے بعد بھی حضرت امیر ملت قدس سرہ رد مرزائیت میں جوش و خروش سے سرگرم عمل رہے اور دلائل قاہرہ سے ختم نبوت کے مسئلے کو ثابت فرماتے۔ مرزائیوں نے بوکھلا کر آپ کے خلاف ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر کے کلمۃ الحق سے باز رکھنے کی سعی نامشکور کی مگر نہ تو آپ پریشان ہوئے اور نہ ہی آپ کی سرگرمیوں میں سرمو فرق آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نصرت و کامرانی آپ کے شامل حال رہی۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

ایک دفعہ رعیہ خاص ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں حضرت امیر ملت قدس سرہ خطاب فرما رہے تھے کہ محمد علی جولاہا مرزائی ساکن سنگھترہ نے حضور سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی کے کچھ الفاظ کہے۔ حضرت اقدس ایسی گستاخی کی کب تاب لا سکتے تھے۔ آپ نے خود اپنے دست مبارک سے اس کو زدو کوب کیا۔ یہ دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس بدبخت اور خبیث جولاہے کو سخت سزا دی۔

مرزائی تو پہلے ہی آپ کی حق گوئی و بے

پا کی سے ذلیل وخوار ہو کر بدلہ لینے کی فکر میں تھے۔اس واقعہ سے وہ نہایت ہی ذلیل حرکتوں پر اتر آئے اور تحصیلدار رعیہ (رعیہ خاص ان دنوں تحصیل ہوا کرتی تھی اور تحصیلدار ہندو تھا) کی عدالت میں ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا کہ:

''یہ شخص (حضرت امیر ملت قدس سرہ) مسلمانوں کی گاؤ کشی پر برانگیختہ کرتا ہے۔ حکومت برطانیہ کے خلاف بہت کچھ کہتا رہتا ہے۔ محمد علی جولاہا نے اسے ان حرکتوں سے روکا تو اس نے محمد علی کو سخت زدو کوب کیا وغیرہ وغیرہ۔''

ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ (۱۹۵۹ء ف) سیالکوٹ، خلیفہ مجاز وسیکرٹری مرکزی انجمن خدام الصوفیہ ہند اور سیالکوٹ کے دیگر یاران طریقت نے سیالکوٹ کے انگریز ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں تبدیلی مقدمہ کی درخواست پیش کی۔ اس نے درخواست قبول کرتے ہوئے ایک انگریز مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ منتقل کر دیا۔ سب سے پہلے حضرت اقدس امیر ملت کی حاضری عدالت کا معاملہ زیر بحث آیا۔ خواجہ کمال الدین وکیل مرزائی کو چونکہ آپ سے خصوصی عداوت و خصومت تھی، بدیں وجہ اس نے زور دیا کہ یہ شخص معمولی حیثیت کا مالک ہے۔ اس کا عدالت میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ حضرت امیر ملت کی طرف سے کئی وکیل پیروی کر رہے تھے۔ انہوں نے اور ماسٹر کرم الٰہی ایڈووکیٹ نے عذر کیا:

''آپ مسلمانوں کے بہت بڑے مقتدا اور رہنما ہیں۔ آپ کے کئی لاکھ معتقدین سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کو حاضری عدالت سے مستثنیٰ کیا جائے۔''

انگریز مجسٹریٹ نے فریقین کے وکلاء کے تفصیلی دلائل سننے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ:

''شاہ صاحب نہایت قابل تعظیم اور بزرگ ہستی ہیں۔ ان کی شان اس سے ارفع ہے کہ وہ ایسے چھوٹے مقدمہ میں عدالت میں بلائے جائیں۔ لہٰذا حکم کیا جاتا ہے کہ شاہ صاحب عدالت میں حاضر نہ ہوں اور ان کی طرف سے وکیل پیروی کر لے۔''

محمد علی جولاہا نے مرزائی جماعت کی مدد سے سیشن جج کی عدالت میں نگرانی کی درخواست دے دی۔ وہاں سے بھی مقدمہ خارج ہوا تو مرزائیوں نے ہائی کورٹ سے رجوع کیا اور زور دیا کہ آپ کو دوران مقدمہ حاضر عدالت ہونا لازم قرار دیا جائے۔ فریقین کی طرف سے قابل وکیل اور لائق بیرسٹر پیروی کر رہے تھے۔ آپ کی طرف سے کئی بیرسٹر بلا معاوضہ پیش ہوتے تھے جن میں سر میاں محمد شفیع بیرسٹر (ف ۱۹۳۲ء) بھی شامل تھے۔ بحث بھی انہوں نے ہی کی تھی۔ ہائی کورٹ میں بھی حضرت امیر ملت کو کامیابی ہوئی اور آپ کو حاضری عدالت سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ جب اس اقدام میں مرزائیوں نے ہائی کورٹ تک منہ کی کھائی تو اصل مقدمہ میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا مگر سیالکوٹ کے مجسٹریٹ نے اصل مقدمہ میں خارج کر دیا۔ اس کے بعد مرزائیوں کو دوبارہ اپیل کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور ذلیل وخوار ہو کر خاموش بیٹھ رہے۔

بار بار ذلیل و خوار ہونے کے بعد مرزائیوں نے حضرت امیر ملت کے منجھلے صاحبزادے حضرت پیر سید خادم حسین شاہ (ف ۱۹۵۱ء) رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔ تاکہ اپنی بار بار کی تذلیل کا بدلہ لیا جا سکے۔ صاحبزادہ صاحب اس وقت اورنٹیل کالج لاہور میں مولوی فاضل کا امتحان دے رہے تھے۔ اس مقدمہ کی پیروی کے لئے حضرت امیر ملت قدس سرہ تقریباً ایک سال تک مسجد پٹولیاں (اندرون لوہاری دروازہ لاہور) میں قیام فرما رہے۔ مرزائیوں کی خواہش تھی کہ طرح طرح سے پریشان کر کے آپ کی تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ ختم کر دیا جائے مگر ان کی یہ خواہش بھی پوری نہ ہو سکی۔ مسجد پٹولیاں میں قیام کے زمانے میں آپ کا فیض عام جاری رہا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے اور اپنے دامن میں فیوض و برکات سمیٹ کر لے جاتے۔ بے شمار لوگ سعادت بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ کا لنگر بڑے پیمانے پر قائم تھا۔ ہر رات آپ وعظ و تقریر فرماتے جس میں دور دو

نزدیک کے لوگ شرکت کے لئے آتے اور فیض یاب ہوتے۔

مقدمہ کی پیروی کے لئے حضرت مولانا محرم علی چشتی (ف ۱۹۳۴ء) آپ کی طرف سے وکیل تھے۔ دوسرے وکلاء بھی موجود تھے لیکن بحث میاں سر محمد شفیع بیرسٹر نے کی اور پہلے کی طرح اب بھی وہ کسی قسم کے محنتانہ کے روادار نہ ہوئے۔ ماسٹر کرم الٰہی ایڈووکیٹ مقدمہ کی پیروی کے لئے سیالکوٹ سے برابر آیا کرتے تھے۔ موخر الذکر نے جو خدمات انجام دیں، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

جس رات کی صبح فیصلہ سنایا جانا تھا، وہ رات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی آپ نے خادم حاجی عبداللہ امرتسری کو حکم دیا کہ ''آج فیصلے کی تاریخ ہے، زردہ پلاؤ کی دیگیں چڑھا دو'' حاجی صاحب نے عرض کیا کہ ''بری ہونے کا فیصلہ ہو جائے تو دیگیں چڑھائیں گے۔''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''تم ابھی سے کام شروع کر دو، اللہ تعالیٰ بری کرے گا۔''

چنانچہ انگریز جج نے باعزت بری ہونے کا فیصلہ سنایا تو حق کا بول بالا اور دشمنوں کا منہ کالا ہو گیا۔ جب فیصلے کی اطلاع حضرت امیر ملت کو پہنچائی گئی تو آپ کے ساتھ سب لوگ سجدۂ شکر بجا لائے۔ خوشیاں منائی گئیں، خیرات کی گئی۔ سارا دن اور رات زردہ پلاؤ کا عام لنگر جاری رہا۔

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے بادشاہی مسجد لاہور کے جلسہ میں اعلان فرمایا تھا کہ ''اگر مرزائی اپنے دین کو سچا ثابت کر دیں تو پانچ ہزار روپے انعام دوں گا۔''

یہ اعلان اخبارات میں بھی شائع ہوا اور اشتہارات کی شکل میں بھی عام کیا گیا۔ مگر کبھی کسی نے انعام حاصل کرنے کی جرات نہ کی۔ البتہ ایک دفعہ مرزائیوں کی طرف سے اشتہار تقسیم کئے گئے کہ ''ہم مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں، پہلے تم روپیہ بینک میں جمع کراؤ'' اس وقت حضرت اقدس علی پور سیداں سے سیالکوٹ تشریف لے جا رہے تھے۔ جب ٹرین سیالکوٹ اسٹیشن پر پہنچی تو بہت سے اشتہار اس سیکنڈ کلاس کے ڈبے میں ڈال دیئے گئے۔ جس میں آپ سفر فرما رہے تھے۔ اشتہار دیکھا تو مطالبہ کا علم ہوا۔ چنانچہ دوسرے دن ہی بینک میں روپیہ جمع کروا دیا گیا۔ مگر مرزائیوں کو میدان میں آنے کی جرات نہ ہو سکی۔

انجمن خدام الصوفیہ ہند کے سیکرٹری جنرل ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی نے ۱۴ دسمبر ۱۹۲۸ء کو روزنامہ ''سیاست'' لاہور میں ایک طویل بیان شائع کیا، جس میں تحریر کیا تھا کہ:

''مرزا صاحب کی جماعت ابتداء سے حضرت قبلہ عالم روحی فداہ (حضرت امیر ملت) اور آپ کے غلاموں کی مخالفت پر کمر بستہ رہی ہے۔ ۱۹۲۶ء کے سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ کے موقعہ پر مرزا قادیانی کے چند معتقد علی پور شریف آئے۔ ان کی نیت فساد اور شرارت کی تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے مرزا کے اعتقادات اور الہامات کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ ایک مولوی صاحب نے جلسے میں مرزا کے اعتقادات کی تردید کی۔ ایمان کی حقیقت بیان کی اور مسئلہ ختم نبوت پر مکمل روشنی ڈالی۔ اس موقعہ پر حضرت قبلہ عالم امیر ملت نے اعلان فرمایا کہ مرزا کے ایمان کو صحیح ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا'' اس کے بعد سے سیالکوٹ کی مرزائی جماعت اور حضرت قبلہ عالم کے غلامان سیالکوٹ کے مابین اشتہار بازی ہوتی رہی۔ اب ان کے مطالبہ پر ہم نے دس ہزار روپے امپریل بینک سیالکوٹ میں جمع کرا کے اعلان کر دیا ہے اور دعوت دے دی ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود، مرزا کے ایمان کو سچا ثابت کرے مگر مخالفین اس اعلان کے بعد سے خاموش ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب کو سکتہ ہو گیا ہے۔ کوئی سامنے نہ آیا جو اپنا مدعا ثابت کر سکتا

اور اتنا بڑا انعام حاصل کرتا۔"

اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا اور ان کے حواریوں کو کبھی بھی سامنے آ کر اپنا موقف اور عقیدہ ثابت کرنے کی جرات نہ ہو سکی اور ہمیشہ حق کا بول ہی بالا رہا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ کی رد مرزائیت کے لئے خدمات کا اعتراف خود انصاف پسند مرزائیوں نے بھی کیا ہے۔ آپ کے نبیرۂ اعظم جوہر ملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب (ف ۱۹۸۰ء) رحمتہ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ:

"ایک بار ریل میں ایک سینئر سب جج میرے ہم سفر تھے۔ وہ مرزائی تھے۔ انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ "ہندوستان میں تین طاقتوں نے بیک وقت اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ کا کام شروع کیا تھا۔ انگریزوں نے عیسائیت کی، مرزا نے اپنے مذہب کی اور شاہ صاحب (امیر ملت) نے دین حق کی تبلیغ شروع کی۔ انگریز کے پاس بہت زیادہ دولت، طاقت اور حکومت تھی۔ مرزا نے بھی چندہ کر کے بڑی دولت جمع کر لی تھی اور تنخواہ دار مبلغین کی ایک مستقل جماعت قائم کی تھی۔ اس کے برعکس شاہ صاحب اکیلے ہی سرگرم عمل تھے۔ آپ کے پاس کوئی سرمایہ بھی نہ تھا۔ آپ نے چندہ بھی نہیں کیا اور مبلغین کی جماعت کو بھی ملازم نہیں رکھا۔ مگر میں اپنے سیالکوٹ کے علاقے ہی پر غور کرتا ہوں تو نظر آتا ہے کہ بدوملہی کا صرف ایک زمیندار سدھ صاحب عیسائی ہوا ہے اور جودھری عنایت اللہ، ترنگ کا ذیلدار اور میرے والد صاحب اور صرف چند گھر گھٹیالیاں کے مرزائی ہوئے ہیں۔ علاقے کے باقی تمام لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں، شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور اپنے دین پر قائم رہے۔"

حضرت جوہر ملت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی تقریر سن کر کہا:

"یہ اللہ کی دین ہے، جو کوئی اللہ کے بھروسے پر کام کرتا ہے اور اسباب ظاہر کا پابند نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اسے کامیاب فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الا ان حزب اللّٰہ ھم الغالبون

"آگاہ رہو کہ بے شک خدا کی جماعت ہی کو غلبہ حاصل ہوا کرتا ہے۔"

آپ کی ان بے مثال مذہبی اور دینی خدمات سے متاثر ہو کر حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ (ف ۱۹۸۴ء) نے یوں خراج عقیدت پیش کیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت امیر ملت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی نوجوانی کے زمانے میں تمام ملک ہندوستان میں کفر و ظلمت کا دور دورہ تھا اور اسلام کو کسی ایسی اولالعزم ہستی کا انتظار تھا جو تاریکیوں کو مٹا کر نور ایمان سے دلوں کو روشن کر دے۔ کفر و الحاد کا عقاب ہر طرف شکار کی تلاش میں گرم پرواز تھا اور ذرے سہمے کلمہ گو گوشہ نشینی میں عافیت سمجھ رہے تھے۔ اگر ایمان کی بجلی کبھی گمراہی کے تاریک پردوں کو چاک کرتی، تو اپنی شپرہ چشمی کی بدولت خلقت اس روشنی سے فیض پانے سے محروم رہتی۔ عوام الناس، عادات و اخلاق اور اعمال و افعال کے لحاظ "سے کفر میں ایسے رنگے ہوئے تھے کہ اسلامی شان و امتیاز سے یکسر بیگانہ تھے۔ غیر اسلامی رسوم و شعائر کو دین و ایمان سمجھ بیٹھے تھے اور صبغتہ اللہ کے خداوندی رنگ کا ان کو احساس ہی نہ رہا تھا۔"

کافرانہ رواج اس قدر عام تھے کہ بے چاروں کو خدا، رسول ﷺ کی تعلیمات سے یکسر بیگانگی تھی۔ کفر و شرک کے پجاری رشد و ہدایت سے نبرد آزما تھے اور ہندوستان سے اسلام کا نام مٹا دینے پر کمر بستہ۔ غرض پورا برصغیر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک، اسپین میں اسلام کے آخری دور سے مماثل نظر آتا تھا۔

'کوئی ان کے بعد نبی ہوا'؟

کوئی ان کے بعد نبی ہوا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا نہیں؟ اُن کے بعد کوئی نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

کوئی ایسی ذات ہمہ صفت؟ کوئی ایسا نور ہمہ جہت؟
کوئی مصطفےٰ، کوئی مجتبےٰ، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

بجز اُن کے رحمت ہر زماں، کوئی اور ہو تو بتایئے
نہیں اُن سے پہلے کوئی نہ تھا، نہیں اُن کے بعد کوئی نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

کسی ایسی ذات کا نام لو، جو امیں بھی ہو، جو اماں بھی ہو
ہے مرے یقین کا فیصلہ، نہیں، اُن کے بعد کوئی نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ نگار خانہء روز و شب، اسی مبتدا کی خبر ہے سب
مگر ایسا جلوہء حق نما نہیں، اُن کے بعد کوئی نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ سوال تھا کوئی اور بھی ہے گناہ گاروں کا آسرا
تو رُواں رُواں یہ پکار اٹھا، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ قدم اٹھے تو بیک قدم، ہمہ کائنات تھی زیر پا
یہ بلندیاں کوئی چھو سکا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

کوئی اُن کے بعد نبی ہوا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

---------(محمد حنیف الاسعد)---------

''ایسے وقت میں جب کہ روشیں ویران اور آبجوئیں خشک ہو چکی تھیں کہ اچانک ابر رحمت نمودار ہوا۔ گلزار دو عالم میں آثار حیات ہویدا ہوئے۔ اس کا تقاطر بہار آفرین اور مردہ زمین کو حیات جاوداں بخشنے والا تھا۔ انسانیت کے پژمردہ چہرے پر رنگ و شباب نکھرنے لگا۔ بادخزاں کے ہزیمت خوردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سرِ نو خلعت برگ و بار عطا ہوئی کہ وہ آفتاب عالم طلوع ہوا۔ اس نیر اعظم نے شب و روز سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے، ان سرنگوں مسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو بینا و روشن کر دیا اور ان کے ظلمت کدوں میں پہنچ کر ان کے تاریک ترین گوشوں کو منور و ضوفشاں کر دیا۔ ان سیاہ ذروں کو تابندہ ستارے بنا دیا۔ اپنی تمازت عالم سے پژمردہ دلوں کو گرمایا اور تازہ خون پیدا کیا۔ خوابیدہ احباب کو جگایا اور ہوشیار کیا اور میدان عمل میں لا کھڑا کیا اور ان سے کام لیا۔ حالانکہ اس وقت نہ کوئی واعظ تھا نہ وعظ سننے والا۔ نہ جلسہ تھا نہ جلوس، نہ انجمن تھی نہ کارکن۔ صرف حضرت امیر ملت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ ہی سب کچھ تھے اور آپ نے یکہ وتنہا احیاءِ دین کا بیڑہ اٹھایا تھا۔''

زیڈ اے سلہری

قادیانی تحریک

پس منظر ...... اور ...... پیش منظر

زیڈ اے سلہری کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ منفرد [illegible] کے بے مثل اور اصول پرست صحافی تھے۔ انہوں نے مرزائیت کی گود میں جنم لیا، اسی ماحول میں پرورش پائی لیکن انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کے دام تزویر میں نہ آسکے اور ان کے جرات مندانہ ذہن نے مرزائیت کے دجل وفریب اور مکر و تلبیس کے خلاف بغاوت کر دی۔ زیر نظر مضمون ان کا تحقیقی شہ پارہ ہے جو آج سے تیس برس قبل تحریر کیا گیا، اس میں مرزائیت کے خدوخال کو نمایاں کرنے کے ساتھ ساتھ ان حالات وواقعات کا بھی تجزیہ ہے جن کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ اس کے محرک بنے۔ مضمون اپنی اہمیت وافادیت کے پیش نظر ہدیہ قارئین ہے۔

احمدیہ تحریک جسے عرف عام میں قادیانی تحریک کہا جاتا ہے، کیسے معرض وجود میں آئی، اس سوال کا جواب اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک ہم ولیم ہنٹر کی اس رپورٹ کا تفصیلی جائزہ نہ لیں جو انہوں نے ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' کے عنوان سے برطانوی حکومت کو پیش کی تھی اور جس پر:

------------------''کیا وہ برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے مذہباً پابند ہیں۔''------------------

کا اشتعال انگیز ذیلی عنوان ثبت تھا۔ یہ رپورٹ ۱۸۷۰ء میں کتابی شکل میں شائع ہوئی۔ وہائٹ ہال میں اس پر گہرا غور وفکر ہوا اور اس رپورٹ کے مندرجات کی اساس پر مسلمانانِ ہند کے متعلق ایک نئی پالیسی اختیار کی گئی۔ ۱۸۸۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو نبوت کا دعویٰ کیا، ایک ایسی نبوت جس کا مقصد اولیٰ یہ تھا کہ مسلمانوں پر جہاد کی پابندی ختم کی جائے اور انہیں برطانوی حکومت کے زیر سایہ امن وامان سے رہنے کی تلقین کی جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کتاب کا مرزا قادیانی کی نبوت سے کیا تعلق ہے؟

سر ولیم ہنٹر کو جو ملکہ ہند کی حکومت میں ایک اعلیٰ افسر تھے، مسلمانوں کے معاندانہ رویہ پر بے حد تشویش تھی مسلمانوں کو یہ بات ذہن نشین تھی کہ وہ کسی بھی غیر ملکی اور غیر مسلم حکومت کے زیر سایہ مسلمان نہیں رہ سکتے اور یہ کہ ہندوستان دارالحرب بن چکا ہے۔ دارالحرب کے اس تصور کے بعد مسلمانوں کے سامنے صرف دو راستے تھے۔

اولاً غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کیا جائے اور ہندوستان کو ایک بار پھر دارالسلام میں تبدیل کیا جائے جہاں مذہب کا جھنڈا لہرائے ......!

ثانیاً کسی ایسی جگہ ہجرت کی جائے جہاں اسلامی تعلیمات پر بلا روک ٹوک نہ صرف عمل کیا جا سکے بلکہ ان کی توسیع واشاعت بھی ہو سکے۔

اس انداز فکر نے مسلمانوں کو جھنجھوڑا اور انہیں ملکہ ہند کی حکومت کے خلاف اگر عملی طور پر نہیں تو ذہنی طور پر بغاوت کے لئے ابھارا۔

ایک اور تحریک، جس کے عروج کا جھنڈا چالیس برس تک پورے شمال مغربی ہندوستان پر لہراتا رہا۔ اس وقت برطانوی حکومت کے جورو استبداد کا نشانہ بنی ہوئی تھی، لیکن سر ولیم کے نقطہ نظر میں یہ جسمانی جبر وایذا مسلمانوں کے مسئلہ کا مناسب اور دیرپا حل نہیں تھا۔ اس کے نزدیک اصل حل یہ تھا کہ مسلمان عقیدتاً برطانوی حکومت کا سایہ قبول کر لیں یا کم از کم اسلامی تعلیمات کی توضیح وتشریح اس انداز سے نہ کریں جس سے انگریزی حکومت کے خلاف دشمنی اور نفرت کے جذبات ابھریں۔ یہ کیسے ہوا؟

ظاہر ہے کہ اس کا ایک ہی حل تھا کہ مسلمانوں کے دل ودماغ سے جہاد اور غیر ملکی سامراج کے خلاف بغاوت کا جذبہ نکال دیا جائے لیکن

مسلمانوں کی عام رائے اس قسم کی مفاہمت کے لئے تیار نہیں تھی۔

احمدیہ تحریک کے ایک سرسری جائزے سے ہی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اس تحریک کا مقصد عظیم اسلامیان ہند کے دلوں میں برطانوی حکومت کیلئے صلح آشتی کا وہ جذبہ پیدا کرنا تھا جس کی سرولیم کو آرزو تھی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات میں جہاد کو منسوخ کر دیا گیا اور آیت: ''اولو الامر منکم'' کا مطلب یوں ڈھالا گیا کہ ''اولو الامر'' سے مراد برسراقتدار حکومت ہے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ اس لئے:

''عامۃ المسلمین کا یہ سمجھنا کہ احمدی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے، بلاوجہ نہیں تھا۔''

اور احمدی رہنماؤں کے مسلسل فخریہ اعلانات نے کہ انگریزوں کے ساتھ ان کے گہرے تعلقات ہیں، اس تاثر میں اور وزن پیدا کر دیا۔ یہ بات عام تھی کہ انگریز سرکاری ملازمتوں میں احمدیوں کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ:

''وائسرائے ایگزیکٹو میں ایک ممبر کی حیثیت سے سر ظفر اللہ کا تقرر اس کی ذاتی قابلیت سے زیادہ اسی حقیقت کی وجہ سے تھا۔''

یہ پس منظر اسی احمدیہ تحریک کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے کافی تھا۔ مسلمان جو اپنے زوال اور اپنی تہذیب کی جگہ مغربی تہذیب کے آجانے سے بے حد مضطرب تھے۔ برتری تہذیب کا یہ احساس اتنا شدید تھا کہ وہ بجا طور پر یہ سمجھنے لگے کہ مغربی تہذیب صرف اسی صورت میں یہاں قدم جما سکتی ہے کہ مسلمانوں کے طریقہ تعلیم کو نیست ونابود کر دیا جائے ...... سرولیم ہنٹر کی کتاب اس حقیقت اور خاص طور پر مسلمانان بنگال کی صورت حال کی غماز ہے۔

تاہم جس چیز نے مسلمانوں کے دل میں احمدیت کے خلاف انتہائی نفرت اور دشمنی پیدا کر دی تھی وہ یہ تھی کہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریک اور مشن کی اساس ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ کی قطعی تنقیص پر رکھی۔ یہ بات تو خیر قرین قیاس ہے کہ ایک نئے عقیدے کے عنوان سے ایک نئی نبوت کی بنیاد رکھی جائے۔ جیسا کہ بہاء اللہ نے کیا۔ لیکن اسلام میں ایک نئی نبوت کا دروازہ کھولنا اسلام کی قدروں کے لئے خطرناک طور پر تباہ کن ہے۔ اور اگر اس بات کی سند مل جائے کہ کسی کلمہ گو کو کافر کہا جا سکتا ہے تو:

''دائرہ اسلام میں احمدیوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مسلمان نہیں ہو جاتے۔ جس طرح عیسائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مان کر یہودی نہیں ہو جاتے یا خود مسلمان حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام پر ایمان رکھ کر عیسائی یا یہودی نہیں بن جاتے۔''

یہ ختم نبوت کا عقیدہ ہی تو ہے جس پر مسلمان ایک امت کی حیثیت سے منسلک اور منظم ہیں۔ ختم نبوت کا تصور ...... جسے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں قرآن مجید میں بیان کر دیا گیا ہے، اس کی نفی سے اجماع امت کی بنیادیں متزلزل ہو کر رہ جاتی ہیں۔

علاوہ ازیں ختم نبوت کا تصور محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف ہی نہیں بلکہ یہ عقیدہ قرآنی نقطہ نظر سے انسانیت کے ارتقاء کے بنیادی اصولوں کا جزو لاینفک ہے اور اسے علامہ اقبال نے اپنے لیکچروں میں خوب واضح کیا ہے۔ علامہ کی نگاہ میں ختم نبوت انسان کی تکمیل کا نشان ہے۔ جسے قرآن کے ذریعہ وہ تمام ہدایات عطا کر دیں جن کی اسے اپنی روحانی اور مادی ترقی کے لئے ضرورت ہو سکتی تھی اور اسے اپنی قسمت خود تعمیر کرنے کا مختار بنایا گیا۔ قرآن نے اپنی ذمہ داریوں کا پرزور اعتراف کیا ہے۔ خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار کہا: اے رسول! کہہ دے کہ اگر میں چاہتا تو دنیا میں کوئی کافر نہ ہوتا، لیکن یہ انسان کے منصب اختیار کے خلاف ہوتا۔ اس لئے اسے فرمان خداوندی قبول یا رد کرنے میں اختیار دیا گیا، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو ایمان لانے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا، بلکہ دین مکمل ہو جانے کے بعد 'اتممت علیکم نعمتی'' (القرآن) انسانیت کو خدائے برتر کے مقاصد کو اپنی سعی وکوشش کے مطابق پورا کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔

اس بحث کی روشنی میں مرزا قادیانی کے مشن میں کوئی جان نہیں اور ان کے پیروکار امت مسلمہ میں شمار ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

تاہم یہ بات تحقیق طلب ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے مشن میں اتنی بڑی کامیابی کیسے حاصل ہوئی؟ دراصل اس کے اسباب ان حالات کی پیداوار ہیں، جن میں انہوں نے کام کیا، برطانوی حکومت کی مذہبی رواداری کی۔ پالیسی کا مطلب ہر قسم کے مذہبی اور فرقہ وارانہ مناقشات کے لئے صلائے عام تھا۔ مسلمانوں کا شیرازہ پہلے ہی بکھر چکا تھا۔ جب کہ ان کے طریقہ ہائے تعلیم اور قوانین تعزیز سے جس نے انہیں مجلسی، مذہبی اور قانونی طور پر ایک لڑی میں منسلک کر رکھا تھا، ختم کر دیئے گئے اور اسی میں منسلک کر رکھا تھا، ختم کر دیئے گئے اور اسی طرح مذہبی تعلیمات اور ان کی تشریح و توضیح کا کام ان جاہل علماء کے ہاتھوں میں چلا گیا جو ان کے ساتھ کھیلنے لگے۔

اس کے برعکس عیسائی مشن اور آریہ سماج جیسے انقلابی ہندو اسلام پر رکیک حملے کر رہے تھے کہ جنگ آزادی میں شکست کھا جانے کے بعد مسلمانوں کی زندگی کا یہ کمزور ترین پہلو سمجھا جاتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس تثلیثی کشمکش کی قوتیں نابرابر تھیں۔ ایک طرف روپیہ اور تعلیم تھے تو دوسری طرف تعلیم کی کمی اور تنظیم کا فقدان۔ اس کشمکش میں مسلمان پستے چلے گئے۔ ان حالات میں مرزا قادیانی نے اسلام کی طرفداری کا بہروپ اختیار کیا۔ (بعض) فریب خوردہ عوام نے جو سراہا تو مرزا قادیانی مطلق العنان لیڈر شپ کے خواب دیکھنے لگے۔

اس کامیابی کے ساتھ برطانوی حکومت کی ضرورت بھی ابھری کہ حکومت اور مسلمانوں کے درمیان مفاہمت کی راہ پیدا کی جائے، لیکن یہ مفاہمت جہاد اور دارالحرب کے تصورات کو ختم کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ ان خطوط پر پہلے بھی کوشش کرائی جا چکی تھی، بعض مدرسہ فکر کے رہنما غیر ملکی حکومت کے ساتھ صلح و آشتی سے رہنے کا اعلان کر چکے تھے۔ لیکن یہ کوششیں مسلمانوں میں قبولیت عامہ حاصل نہ کر سکیں۔ مرزا قادیانی کو اپنی بڑھتی ہوئی آرزو کے لئے انگریز کی ضرورت تھی، جس نے اسے نبوت جیسے بلند مقام پر ہاتھ مارنے کے لئے ابھارا۔ سمجھایہ گیا کہ ان تصورات اور عقائد کی تنقیص کے لئے جن کا ماخذ وحی اور الہام ہو، ایک اوتار اور نبی ہی کی ضرورت ہے۔ یہ کام خاصا نازک ہی نہیں، مشکل بھی تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا قادیانی نے ایک نبوی جوش و خروش سے جہاد کے تصور کی نفی اور انگریز کی وفاداری کے لئے بے پناہ کام کیا۔ گویا مسلمان مذہبی راہنماؤں کی کمزوری اور برطانوی حکومت کی اس ضرورت نے کہ ہندوستان میں جسے انہوں نے مسلمانوں سے ہی چھینا تھا۔ ایک مضبوط حکومت کے لئے موافق حالات پیدا کئے جائیں مرزا قادیانی کے مشن کو جنم دیا۔

لیکن یہ بات حیران کن ہے کہ احمدی جماعت نشوونما پاتی رہی حالانکہ وہ خوشگوار حالات، جن میں اس جماعت کی تخلیق اور پرورش ہوئی اور تمام ذہنی تصورات دن کی روشنی کی طرح واضح ہو چکے تھے اور علم کا نور پھیل چکا تھا، جس کا مظاہرہ اقبال کے لافانی کلام میں ہوا ہے، لیکن مسلمانوں کی تقدیر ایک اور پلٹا کھا چکی تھی۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد احمدی تحریک ایک متروک اور مہمل تحریک ہو چکی ہے۔

نبی کا انگریزی الہام

آئی لو یو I Love You ترجمہ: میں تم سے محبت کرتا ہوں
آئی شیل ہلپ یو I Shall Help You ترجمہ: میں یقیناً تمہاری مدد کروں گا۔
آئی ایم ود یو I am with you ترجمہ: میں تمہارے ساتھ ہوں۔ آئی کین وٹ آئی ول ڈو I can what i will do میں جو چاہوں گا کر سکتا ہوں

اور میں یوں محسوس کیا گیا گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے (براہین احمدیہ ص ۴۸۰ مصنفہ غلام احمد)

میں خدا ہوں!

وَرَأَيْتَنِي فِي الْمَنَامِ عَيْنُ اللهِ وَ تَيَقَّنْتُ أَنَّنِي هُوَ ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ بیشک میں وہی ہوں
(آئینہ کمالات ص ۵۶۴)

دعوے: اعطيت صفة الافناء والاحياء من رب الفعال ترجمہ: دیا گیا میں صفت مارنے اور زندہ کرنے کی رب فعال سے (خطبہ الہامیہ ص ۶)

اعلانِ مرزا

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں۔ ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور ان کا انجام

قادیانیوں کیلئے لمحہ فکریہ

شجاعت علی مجاہد

---------مرزا قادیانی نے نہایت زور وشور سے اور پُر اعتماد انداز میں بہت سے دعوے کئے مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ---------

(۱) اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دُنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا۔ دیکھئے مرزا کی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱ خزائن جلد ۲۲ ص ۱۵۵۔

(۲) اللہ کو خوب معلوم تھا کہ آخر زمانہ میں عیسائی بہت بگڑ جائیں گے اور دوسرے نمبر پر مسلمان بھی باغی ہو کر نئی نئی بدعات میں متفرق ہو جائیں گے تو اللہ نے ان دونوں فتنوں کی اصلاح کے لئے ایک ایسے مُرسل کو بھیجا جو ایک لحاظ سے عیسیٰ کا ہمنام تھا تاکہ عیسائیوں کی اصلاح کرے اور دوسرے لحاظ سے احمد کا ہمنام ہوا تاکہ مسلمانوں کی اصلاح کرے۔ مرا لحق ص ۱۵ خزائن ص ۳۷۸، ۳۷۹ جلد ۸

(۳) اللہ نے مجھے ہر نبی کا نام دیا اور فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے مجھے اور بھی نام دیئے گئے اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال (فنا کرنے والا اور پالنے والا) بھی کہتے ہیں اس کا نام بھی مجھے دیا گیا جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ ان دنوں ایک کرشن کے ظہور کے منتظر ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔ خزائن ص ۵۲۱ جلد ۲۲ مرزا صاحب آریوں کے بادشاہ بھی ہیں۔ حقیقۃ الوحی اور امین الملک جے سنگھ بہادر بھی۔ تذکرہ ص ۲۷۲

(۴) اے لوگو تم یقین سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد و عورت، چھوٹے بڑے سب مل کر میری ہلاکت کی دُعا کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ان کی ناک گل جائے ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ان کی دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اگر تم گواہی چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر بول پڑیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو، کاذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں انسان کیا ہے ایک کیڑا؟ اور بشر کیا ہے ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حی وقیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جیسے خدا نے پہلے ماموریں اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا۔ اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے ماموریں کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔

خزائن صفحہ ۴۰۰، ۴۰۱ جلد ۱۷۔

(۵) آخری بات: اگر میں نے کی اسلام حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر وہ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ پس اگر کروڑ ہا نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں، مرزا

صاحب کا خط بنام قاضی نذر حسین مندرج اخبار بدر باب ۱۹ر جولائی ۱۹۰۴ء، مگر ہوا کیا؟

سنیے انجام و نتیجه! اب نتیجہ کے متعلق آنجناب خود ہی لکھتے ہیں، کہ مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں وہ اطاعت اور تقوٰی کا حق بجا نہیں لا سکا جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا وہ کر نہیں سکا...... جب مجھے اس نقصانِ حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی اور مُردہ ہوں نہ زندہ۔ خزائن ص ۴۹۳ جلد ۲۲

مرزائیو! کچھ غور و فکر کرو کہ تمہارے پیشوا مرزا صاحب کیسی وضاحت سے اپنی ناکامی اور نا اہلی کا اعلان کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ حضرات مرزا صاحب کو چھوڑ کر پھر اُمت مسلمہ میں شامل ہو جاؤ۔ اب بھی وقت ہے ورنہ پھر پچھتانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ واقعی مرزا صاحب نے سچ کہا ع

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں　　　ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

مرزا قادیانی کے رنگ برنگے شیطانی الہامات

رحمانی اور شیطانی الہامات کے بارہ میں جناب مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع و علیم و رحیم ہے اس لئے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو اُن کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں۔

شیطانی الهام کی علامات: ماسوا اس کے شیطان گنگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا صرف ایک بدبودار پیرانہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس کو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ وہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے۔ اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی میں تھک جاتا ہے الخ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۹، ۱۴۰۔ البشریٰ ص ۴۳ حصہ اوّل)

-----------اب اسی معیار پر درج ذیل قادیانی الهامات کو فٹ کرکے حق و باطل کا فیصله فرمائیے-----------

مرزا صاحب کے الهام: (۱) نمبر ارتین استرے نمبر ۲ عطر کی شیشی۔ تذکرہ ص ۷۷۲ (۲) کچلہ۔ کونین فولاد۔ یہ ہے دوائے ہمزاد۔ تذکرہ ص ۷۹۲ (۳) وَاللہ۔ وَاللہ سدھا ہوا اَوْلاً۔ تذکرہ ص ۷۴۶ (۴) کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔ تذکرہ ص ۶۱۵ (۵) خطرناک۔ تذکرہ ص ۷۵۲ (۶) ایک الہام جس کے اظہار کی اجازت نہیں۔ تذکرہ ص ۷۴۱ (۷) تائی آئی۔ تار آئی۔ تذکرہ ۷۸۱ (۸) تحفۃ الملوک تذکرہ ص ۶۹۹ (۹) امین الملک جے سنگھ بہادر۔ تذکرہ ص ۶۷۲ (۱۰) خاکسار پیپر منٹ۔ تذکرہ ص ۵۲۷ (۱۱) غلام احمد کی جے۔ تذکرہ ص ۷۲۳ (۱۲) عمارت تو مفت میں تھک گئی۔ تذکرہ ص ۵۶۳ (۱۳) بجلی کی طرح تیز الہام۔ تذکرہ ص ۴۶۳ (۱۴) ایک دانہ کس کس نے کھایا۔ تذکرہ ص ۵۹۵ (۱۵) لائف۔ تذکرہ ص ۵۹۳ (۱۶) یہود اسکریوتی تذکرہ ص ۲۹ (۱۷) خشم۔ خشم۔ خشم۔ اے ورڈ اینڈ تو گرلز۔ تذکرہ ص ۵۹۳ (۱۸) آئی لو یو۔ (۱۹) موتا موتی لگ رہی ہے۔ البشریٰ ج ۲ ص ۹۴ (۲۰) دو شہتیر ٹوٹ گئے البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۰ (۲۱) آتش فشاں۔ مصالح العرب۔ مسیر العرب (۲۲) ایسوسی ایشن۔ البشریٰ ص ۱۳۲ ج ۲ (۲۳) بامراد۔ رد بلا۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۰ (۲۴) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ البشریٰ ص ۱۰۵ جلد ۲ (۲۵) کرنسی نوٹ دیکھو میرے دوستو۔ البشریٰ ص ۱۰۷ ج ۲ (۲۶) بشیر الدولہ۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۷ (۲۷) عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی۔ البشریٰ (۲۸) خدا نکلنے کو ہے۔ البشریٰ ص ۱۰۹ ج ۲ (۲۹) کلیسا کی طاقت کا نسخہ۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۴ (۳۰) ہر مکان سے خیر دُعا ہے۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۳ (۳۱) بشیر الدولہ۔ عالم کباب۔ شادی خان۔ کلمۃ اللہ خان۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۶ (۳۲) مبارک۔ البشریٰ ص ۱۲۲ ج ۲ (۳۳) لائف آف پین۔ البشریٰ ص ۱۲۸ ج ۲ (۳۴) راز کھل گیا۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۹ (۳۵) بلاء دمشق۔ بڑک بجرق۔ ایک اور بلا برپا ہوئی (۳۶) پوری ہو گئی ج ۲ ص ۱۳۰ (۳۷) زلزلہ اس طرف چلا گیا۔ (۳۸) عبرت بخش سزائیں دی گئیں۔ البشریٰ ص ۱۳۲ ج ۲ (۳۹) سرنگ۔ البشریٰ ص ۱۳۱ ج ۲ (۴۰) شوخ شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔ البشریٰ ج ۲ ص ۹۱ (۴۱) چوہدری رستم علی البشریٰ ص ۹۴ ج ۲ (۴۲) تازہ نشان تازہ نشان کا دھکا

مرزا کے انجام کے متعلقه الهام: (۱) اصبر متفرغ یا مرزا۔ البشریٰ ص ۷۰ ج ۲ (۲) ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۳۳ (۳) مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار۔ البشریٰ ص ۱۴۷ (۴) زندگیوں کا خاتمہ البشریٰ ص ۱۰۳ ج ۲ (۵) الرحیل ثم الرحیل۔ موت قریب البشریٰ ص ۱۴۱ ج ۲ (۶) بہت سے حادثات کے بعد تیرا حادثہ ہوگا البشریٰ ج ۲ ص ۹۴ (۷) موت دروازہ پر کھڑی ہے البشریٰ ص ۹۴ ج ۲ (۸) لاہور میں ایک بے شرم ہے۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۶ (۹) ہُن اس دا لیکھا خدا ٹال جا پیا اے۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۸ (۱۰) شکار مرگ۔ البشریٰ ج ۲ ص ۹۴ (۱۱) اس کتے کا آخری دم ہے۔ تذکرہ ص ۴۳ ج ۲ (۱۲) بعد ۱۱ر انشاء اللہ۔ البشریٰ ج ۲ ص ۶۵ (۱۳) ایک ناپاک رُوح کی آواز میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ البشریٰ ص ۹۵ ج ۲ (۱۴) پیٹ پھٹ گیا۔ تذکرہ ص ۶۷۲۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۹ (۱۵) ماتم کدہ۔ البشریٰ ص ۱۴۰ ج ۲ (۱۶) یکدم میں رخصت ہوا۔ البشریٰ ص ۶۷ (۱۷) جنازہ۔ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۳ (۱۸) کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۱ (۱۸) کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۳۱ (۱۹) وقت رسید۔ تذکرہ ص ۷۴۶

ناظرین کرام: مندرجہ بالا بے سروپا اور کٹے پھٹے الہامات کو ملاحظہ فرما کر فیصلہ کیجئے کہ یہ الہامات بقولِ بالا مرزا صاحب رحمانی ہیں شیطانی؟

فتنہ انکارِ ختم نبوت اور اس کا منطقی انجام

تحریر
ملک محبوب الرسول قادری

ایک معلوماتی نگارش

سنتِ الٰہیہ یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی راہنمائی کے لئے اشرف المخلوقات انسانوں میں سے مختلف ادوار میں انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرماتا رہا اور پھر اس نے کمال فضل و کرم فرماتے ہوئے سب سے آخر میں سیّد الانبیاء، امام المرسلین حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیج کر ان کی ختم نبوت کا اعلان یوں فرمایا...... محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں...... (الاحزاب:۴۰)

مفردات راغب میں ہے کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں آپ نے نبوت کو ختم کر دیا...... تفسیر ابن جریر میں ہے کہ...... ”...... وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا۔ پس نبوت پر مہر لگا دی گئی اب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی کے لئے کھولی نہیں جائے گی......“...... حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ...... میں تخلیق میں انبیاء سے پہلے اور بعثت میں ان سے آخر میں ہوں ایک روایت میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ انبیاء میں اول حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر میں، میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوں...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا...... میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر مٹ جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں...... آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ...... میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک (جھوٹی) نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں...... معلوم ہوا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے۔ بقول اقبال

؎ ”لا نبی بعدی“ ز احسانِ خداست

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک مختلف ادوار میں کئی سیاہ باطن افراد نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے اور عبرت ناک انجام کو پہنچتے رہے...... مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۹ء۔۱۹۰۸ء) کا وجود گذشتہ صدی میں سب سے بڑے فتنہ کے طور پر منصۂ شہود پر آیا۔ اور اپنی قبیل کے سابقہ تمام پیشروؤں کی طرح نہایت عبرتناک انداز میں اپنے انجامِ بد کو پہنچا...... وہ استعماری ایجنٹ تھا اس لئے اس نے حق نمک ادا کرتے ہوئے ہر مرحلے میں انگریزوں سے ہمیشہ وفاداری کا عملی مظاہرہ کیا مختلف ادوار میں اس نے مختلف دعوے کئے اور بالآخر قصر نبوت میں ڈاکہ زنی کا مرتکب ہوا۔ مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کے آغاز میں خود ہی کہا کہ...... ”...... میرے پانچ اصول ہیں جن میں دو حرمت جہاد اور اطاعت

> پاکستان میں سرگودہا سے فیصل آباد روڈ پر ایک آبادی کو ربوہ (چناب نگر) کا نام دے کر اس کو ”منی اسرائیل“ بنانے کی کوششیں کی گئیں۔ مرزا بشیر الدین کی قبر کا کتبہ آج بھی سوچنے والوں کو ان کے بھیانک ارادوں کی خبر دے رہا ہے کہ...... جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کیا جائے، جماعت پر فرض ہے کہ وہ میری اس وصیت پر ہر لحاظ سے پورا پورا عمل کرے......
> (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ)

برطانیہ ہیں" (تبلیغ رسالت از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۱۰۷) اسی طرح اسی کتاب کی ساتویں جلد میں رقمطراز ہیں کہ مجھے مسیح و مہدی جان لینا ہی حکم جہاد کا انکار ہے اقبالؒ نے اسی لئے تو کہا تھا کہ ـ

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون؟ اس کو مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگذر

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں واقعی "مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا سرقہ کیا، قرآن و حدیث کے مطالب میں قلمیں لگائیں۔ خود کو تمام انبیاء کا بروز کہا۔ جہاد منسوخ کیا۔ برطانیہ کی طاعت لازم کی۔ حتیٰ کہ ان تمام مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر ڈالا جو اس کے قائل نہ تھے۔ لیکن جب یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ مرزا غلام احمد، برطانوی استعمار کی پیداوار ہیں ان کے پیروکار مسلمانوں کے روپ میں برطانوی جاسوس ہیں اور ان کے دو کام ہیں ایک مسلمان ریاستوں کی جاسوسی، دوسرے ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی چاکری"۔ لہٰذا ان حالات میں مرزائیوں کا مقاطعہ، غیرتِ مسلم کی اساس ہے جس پر خصوصاً عمل درآمد کی ضرورت ہے اس وقت حضرت تاجدار گولڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ اور اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمۃ جیسی عظیم روحانی و علمی شخصیات نے دجالِ قادیان کا ناطقہ بند کیا۔ آغا شورش کاشمیری ملفوظات طیبہ، مرتبہ، فقیر محمد، مولوی عبدالحق کے حوالے سے رقمطراز ہیں..... "حضرت پیر مہر علی شاہ بیسویں صدی کے آغاز میں مشائخ پنجاب کے سلسلہ کی سب سے بڑی روحانی شخصیت تھے آپ ۱۸۹۰ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے دیارِ رسول اللہ (ﷺ) ہی میں رہنے کا فیصلہ کر لیا لیکن حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے اپنے کشف کی بناء پر آپ سے کہا کہ....." آپ کے ہاں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے اس کا سدِ باب آپ کی ذات سے متعلق ہے آپ وہاں خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے اور عامۃ المسلمین اس کی دستبرد سے بچ جائیں گے....." چونکہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے اس لئے اس کے خلاف زبان دراز کرنے والے اسلام کے بنیادی و کلیدی معتقدات کے منکر ہونے کے سبب مسلمان نہیں، کافر ہیں اہل علم میں اس بات پر بھی بحث جاری رہی کہ قادیانی کافر ہیں یا مرتد؟ شرعاً مرتد واجب القتل ہے مرزا غلام احمد قادیانی کے اس دجل و فریب سے نمٹنے کے لئے پورے برصغیر کے کونے کونے میں موجود اہل ایمان حرکت میں آ گئے بلکہ اس کی صدائے بازگشت دیارِ غیر میں بھی سنائی دے رہی تھی چونکہ مسئلہ براہِ راست عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کا تو فتویٰ ہے کہ) ایک گستاخ کی زندگی، پوری امت کی موت کے مترادف ہے اور اگر ایک بھی امتی زندہ ہے تو کسی گستاخ رسول ﷺ کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جا سکتا..... یعنی جس گلی سے گستاخ نکلے اسی گلی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اُٹھ کر اس کا کام تمام کر دے۔

وسلم کا تھا اور حضرت سیّدنا امام مالک رضی اللہ عنہٗ کا تو فتویٰ ہے کہ) ایک گستاخ کی زندگی، پوری امت کی موت کے مترادف ہے اور اگر ایک بھی امتی زندہ ہے تو کسی گستاخ رسول ﷺ کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جا سکتا.....یعنی جس گلی سے گستاخ نکلے اسی گلی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اُٹھ کر اس کا کام تمام کر دے۔ قادیانی دجال کے مقابلے اور اس کی جھوٹی نبوت کا تاج محل مٹی میں ملانے کے لئے سیّدنا امام احمد رضا خاں بریلوی، سیّدنا پیر مہر علی شاہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ اقبال، سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی، پروفیسر محمد الیاس برنی، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، مولانا قاضی عبدالغفور قادری (پنجہ شریف) مولانا غلام قادری بھیروی، حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی، ابوالحسنات مولانا سید احمد قادری، ابوالبرکات مولانا سید محمد احمد قادری، بابو جی حضرت خواجہ پیر سید غلام محی الدین گیلانی گولڑوی، حضرت قاضی سلطان محمود آوان شریف حضرت مولانا محمد ذاکر محمدی شریف (جھنگ) حضرت پیر عبدالعزیز چاچڑوی مولانا اصغر علی روحی، مولانا کرم دین دبیر حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری مفتی غلام جان ہزاروی، مولانا لطف اللہ حیدر آبادی، قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی، شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی، مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور مولانا غلام دستگیر قصوری سمیت ہزاروں علماء و مشائخ اہلسنت نے مختلف ادوار میں بھرپور انداز میں اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کیا۔ پنجاب میں سب سے پہلے مولانا غلام قادری بھروی نے مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی (1915ء۔1970ء) مولانا عبدالحامد بدایونی (1898ء۔ 1970ء) شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، ابوالحسنات مولانا سید احمد قادری، مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی اور پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے قیادت کی۔ مولانا سیّد محمد خلیل قادری اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی سمیت تین شخصیات کو اسی تحریک میں قادیانیوں کے خلاف موومنٹ چلانے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی جس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ مولانا سیّد ابوالحسنات قادری جو سیّدنا امام احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے وہ 1953ء کی تحریک کے قافلہ سالار تھے اور ان کی مسجد وزیر خان اس تحریک کا مرکزی صدر مقام تھی۔ ان زعماء نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ (1840ء۔1951ء) نے 27 راکتوبر 1904ء کو سیالکوٹ میں مرزا قادیانی کو مناظرہ کے لئے چیلنج کیا۔ مرزا موجود تھا۔ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور پھر اس کے بعد اسے ساری زندگی سیالکوٹ آنے کی جرات نہ ہوئی، تاجدار گولڑہ، نائب غوث اعظم حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے 1908ء میں مرزا قادیانی کا چیلنج مناظرہ و مباہلہ قبول کیا اور بادشاہی مسجد لاہور میں تشریف لائے مگر مرزا قادیانی میدان میں آنے کی جرأت نہ کر سکا اور بالآخر اسی مباہلے کے نتیجہ میں اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ مرزا قادیانی کی زندگی واقعی سراپا شرمندگی تھی۔ لیکن اس کے چیلے اسے مجدد وقت، مہدی، مسیح موعود، کرشن رام اور ایک رسول مانتے ہیں۔ یہ اسلام اور پاکستان کے پکے دشمن ہیں لیکن بدقسمتی سے وطن عزیز پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی تھا پاک فضائیہ کا سابق سربراہ ائر مارشل ظفر چوہدری قادیانی تھا کلیدی اسامیوں پر ایک سازش کے تحت [illegible] تعینات کیا اور وہ اس قوم پر مسلط رہے پاکستان میں سرگودھا سے فیصل آباد روڈ پر ایک [illegible]

اور مولانا شاہ احمد نورانی کی اس تاریخی قرارداد کے نتیجے میں یہ تاریخ ساز فیصلہ پوری مسلم برادری کا سر فخر سے بلند کر گیا۔ اور تب سے اب تک قادیانی ذریت برابر ماتم کناں ہے اور اپنے باطل نظریات کی سزا بھگت رہی ہے۔ اور یہ سزا تو صرف ظاہری دنیا کی عارضی سزا ہے شاتم رسول کے لئے اصل سزا تو قبر اور حشر میں اللہ ربّ للعالمین کی طرف سے تیار کی گئی ہے جو دائمی ہے اور سخت ترین ہے۔ ربّ کریم تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہر مسلمان کو ختم نبوت کا عرفان عطا فرمائے اور صاحب لولاک پیغمبر ﷺ کے فیضان سے ہمارے ظاہر و باطن کو منور و معطر کرے۔ آمین

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے آغاز میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر قادیانیوں کو ملکی آئین کے مطابق بھی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے تاریخی قرارداد پیش کی۔ جس پر ۲۲ ارکان اسمبلی نے فوری دستخط کئے بعد ازاں بھی ارکان اسمبلی شامل ہوتے رہے اور بالاخر انکی کل تعداد 37 ہوگئی۔ اور بہت سارے ممبران اس عظیم سعادت سے محروم رہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مولانا اشرف علی تھانوی سمیت کئی علماء اس کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کرنے کے سلسلہ میں سوچتے رہے اور یہ فتویٰ جاری نہ کر سکے

کو ربوہ (چناب نگر) کا نام دے کر اس کو "منی اسرائیل" بنانے کی کوششیں کی گئیں۔ مرزا بشیر الدین کی قبر کا کتبہ آج بھی سوچنے والوں کو ان کے بھیانک ارادوں کی خبر دے رہا ہے کہ جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کیا جائے، جماعت پر فرض ہے کہ وہ میری اس وصیت پر ہر لحاظ سے پورا پورا عمل کرے ......

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ)

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے آغاز میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر قادیانیوں کو ملکی آئین کے مطابق بھی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے تاریخی قرارداد پیش کی۔ جس پر ۲۲ ارکان اسمبلی نے فوری دستخط کئے بعد ازاں بھی ارکان اسمبلی شامل ہوتے رہے اور بالاخر انکی کل تعداد 37 ہوگئی۔ اور بہت سارے ممبران اس عظیم سعادت سے محروم رہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مولانا اشرف علی تھانوی سمیت کئی علماء اس کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کرنے کے سلسلہ میں سوچتے رہے اور یہ فتویٰ جاری نہ کر سکے یونہی اسمبلی میں 1974ء کی اس تاریخی قرارداد پر دستخط کرنے کے لئے اصرار اور بھرپور کوشش کے باوجود مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم دستخط کرنے سے محروم رہے جبکہ کتنے سعادت مند افراد نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے تحفظ کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور ہمیشہ کے لئے شہادت کا عظیم تمغہ و مرتبہ حاصل کر لیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

اس تحریک میں مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ ان کی جماعت کے دیگر تین ارکان حضرت مولانا محمد ذاکر محمدی شریف (جھنگ)، شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری اور مولانا سید محمد علی رضوی نے بھرپور کردار ادا کیا۔ اس وقت قومی اسمبلی میں جمعیت علماء پاکستان کی پہلی پارلیمانی پارٹی تھی۔ 1974ء کی تحریک میں تمام مکاتیب فکر اور اسلامی مسالک کے ارکان مولانا مفتی محمود، پروفیسر غفور احمد، چوہدری ظہور الٰہی، الحاج ملک کرم بخش اعوان، سردار شیر باز خان مزاری، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، سردار مولا بخش سومرو، سردار شوکت حیات خان، نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، خواجہ جمال محمد کوریجہ، حاجی علی احمد تالپور، مولانا نعمت اللہ جیسے تمام افراد نے بھرپور ساتھ دیا قومی اسمبلی میں بحث شروع ہوئی۔ قادیانی جماعت کا سربراہ اپنا موقف پیش کرنے کے لئے خود حاضر ہوتا رہا۔ اور بالآخر پارلیمنٹ نے 7 ستمبر 1974ء کو ملکی آئین کے مطابق قادیانی اور لاہوری تمام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اور مولانا شاہ احمد نورانی کی اس تاریخی قرارداد کے نتیجے میں یہ تاریخ ساز فیصلہ پوری مسلم برادری کا سر فخر سے بلند کر گیا۔ اور تب سے اب تک قادیانی ذریت برابر ماتم کناں ہے اور اپنے باطل نظریات کی سزا بھگت رہی ہے۔ اور یہ سزا تو صرف ظاہری دنیا کی عارضی سزا ہے شاتم رسول کے لئے اصل سزا تو قبر اور حشر میں اللہ رب العالمین کی طرف سے تیار کی گئی ہے جو دائمی ہے اور سخت ترین ہے۔ رب کریم تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہر مسلمان کو ختم نبوت کا عرفان عطا فرمائے اور صاحب لولاک پیغمبر ﷺ کے فیضان سے ہمارے ظاہر و باطن کو منور و معطر کرے۔ آمین

فتنہ قادیانیت اور اکابرِ اہل سنت

مرتبہ: غلام دستگیر احمد

فتنہ قادیانیت اس صدی کا سب سے بڑا فتنہ ہے اس فتنے سے بچنا اور سادہ لوح مسلمانوں کو اس کی سازشوں سے آگاہ کرنا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔ اس فتنے کو بے نقاب کرنا وقت کی آواز ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے لے کر مرزا طاہر تک ساری کڑیاں مسلمانوں کے خلاف ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان کے دجل وفریب سے آگاہ کرنے کی لئے چند مشاہیر اسلام کی نظر میں فتنہ قادیانیت کیا ہے پیش خدمت ہے۔

﴿حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ﴾

جو شخص اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے تو وہ کافر ہے مرتد ہے اور مرتد کی سزا شریعت میں قتل ہے اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو میں قادیانیوں کا فیصلہ شریعت کے مطابق کرتا جس کی نظیر سیدنا صدیق اکبرؓ نے قائم کی تھی مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ بالکل جائز ہے ان کے ساتھ ہر قسم کا میل جول ختم کر دیا جائے۔

﴿حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ﴾

حجاز کے مبارک سفر مکہ مکرمہ میں حاجی امداداللہ صاحب سے ملاقات ہوئی جو ایک صحیح صاحب کشف انسان تھے۔ جب ان کو میری آزاد اور بے باک طبیعت کا علم ہوا تو شدید اصرار اور تاکید سے فرمایا چونکہ عنقریب ہندوستان میں ایک فتنہ ظاہر ہونے والا ہے لہٰذا تم واپس وطن چلے جاؤ اگر بالفرض تم خاموش بھی رہو گے تو بھی یہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا اور اس طرح ملک میں آرام رہے گا چنانچہ میں پورے وثوق کے ساتھ حاجی صاحب کے اس کشف کو مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے بھی خواب میں مجھے حکم دیا کہ یہ مرزا قادیانی غلط تاویل کی قینچی سے میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تو خاموش ہے۔

﴿الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ﴾

قادیانی مرتد منافق ہیں مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ جل جلالہ، یا، رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرنا یا ضروریات دین میں سے کسی شئے کا منکر ہے۔ اس کا ذبیح محض نجس، مردار حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر

(احکام شریعت)

حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازھریؒ

مرزائی مارِ آستین ہیں جو دن رات وطن عزیز کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں نظام اسلامی کے راستے میں انہوں نے جس طرح رکاوٹیں پیدا کیں ان سے ہم سب باخبر ہیں اس فتنہ کے تدارک کی ذمہ داری ہم پر دوسروں سے زیادہ عائد ہوتی ہے ہم نے اگر اس میں کوتاہی کی تو یاد رکھئے آئندہ نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔

حضرت العلامہ شاہ احمد نورانی

(چیئرمین جمعیت علمائے پاکستان)

مرزائیت، یہودیت کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے۔ اور پاکستان میں تل ابیب کا ایجنٹ ربوہ ہے۔ اس کی معرفت جو چاہتے ہیں کرواتے ہیں مذہب کا تو ان لوگوں نے لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی خطرناک سیاسی تحریک ہے اور یہ صیہونیت کی ایک ذیلی تنظیم ہے۔ جو مسلمانوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔

حضرت العلامہ عبدالستار خان نیازیؒ

(صدر جمعیت علماء پاکستان)

مرزائی جہاں کہیں بھی موجود ہے کفر کا ایجنٹ ہے۔ اسلام کے خلاف جاسوس ہے۔ مرزا قادیانی نے خود کہا ہے۔ کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں اور انگریز کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے۔ مزید کہا کہ انگریز کے دور میں ہمیں وہ امن و امان نصیب ہوا ہے۔ جو ہمیں مکے اور مدینے میں بھی نہیں مل سکتا۔ قادیانیوں نے بغداد کے سقوط پر گھی کے چراغ جلائے تھے۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ

مرزا قادیانی کافر ہے۔ قادیانی فرقہ ناری اور جہنمی ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حضرت علامہ اقبالؒ

میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ

جب کشمیر سے واپسی پر قائداعظم سے سوال کیا گیا کہ آپ کی قادیانیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا میری رائے وہی ہے جو علمائے کرام اور پوری امت کی ہے

حضرت مفتی محمد حسین نعیمیؒ

قادیانی اپنے عقیدے اور نظریات کے باعث مرتد ہیں ایسا شخص جو اسلام کے بعد کافر ہو، مرتد ہوتا ہے۔

﴿ڈاکٹر عبدالقدیر خان﴾

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ عرصہ دراز سے قادیانی ملک کے اندر اور باہر یہودی لابی سے مل کر پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں۔ اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے مغربی ممالک کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹیں اور بے جا پابندیاں پیدا کر کے ہماری فنی ترقی کو مفلوج کرنے میں مشغول ہیں۔

﴿نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ﴾

یہ انتہائی ظلم کی بات ہے۔ کہ قرآن مجید میں حضرت نبی آخر الزمان ﷺ پر نازل ہونے والی اکثر آیات مبارک مرزا غلام احمد قادیانی نے چوری کر کے اپنے نام کے ساتھ منسوب کر لی ہیں اگر قادیانیوں کو ان کے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دے دی جائے تو اس سے نہ صرف معاشرے میں ہیجان پیدا ہوگا بلکہ اخلاقیات بھی تباہ ہو جائیں گی۔

﴿قبلہ عالم حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ﴾

پیر کرم شاہ صاحب سکنہ بھوپن کلاں نزد حافظ آباد اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کے مریدین با صفا میں سے تھے۔ انہوں نے مولف سے بیان کیا کہ ایک زمیندار مردان علی نامی، صاحب ثروت تھا مگر تھا بڑا آزاد خیال۔ نیچری قسم کے اعتقادات رکھتا تھا۔ مرزائیت کی طرف مائل تھا اور وقتاً فوقتاً قادیان بھی جایا کرتا تھا۔ ایک بار کسی شخص کے ساتھ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمدؒ کی خدمت میں ایک مسئلہ لے کر حاضر ہوا۔ اس کی نیت یہ تھی کہ اگر اعلیٰ حضرت شرقپوریؒ سے بھی یہ عقدہ حل نہ ہوا تو قادیان جا کر مرزا غلام احمد کی بیعت کر لوں گا۔ پیر کرم شاہ کا بیان ہے کہ وہ میاں صاحب کی صرف ایک ہی نگاہ سے اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا اور اپنی زبان سے کہنے لگا ''مرزا جھوٹا، مرزا جھوٹا، مرزا جھوٹا'' اس اقرار کے بعد جب وہ ہوش میں آیا تو فوراً اپنے خیالات فاسدہ سے تائب ہوا، اللہ اکبر (''خزینہ کرم'' ص ۱۵۲، بتالیف نور احمد مقبول، بی۔اے)

بے اثر ہیں سینکڑوں نغمے نہ ہو گر دل میں سوز
ایک نالہ سے بدل جاتا ہے رنگ انجمن (مولف)

قادیانی کے صدق وکذب کا ایک
فیصلہ کن معیار

مرزا قادیانی کا لڑکا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ آپ منگل کے دن کو بہت منحوس سمجھتے تھے۔ اور منگل کے دن ہی فوت ہوئے۔

سیرت المہدی نمبر ۱۱۔

نتیجہ

رب رحیم نے اپنے ہر پڑھے اور اَن پڑھ بندے پر مرزا قادیانی کا باطل پرست ہونا واضح کرنے کے لئے اس کو منگل کے دن ہی موت دی تا کہ اس کا جھوٹ ہونا سب پر واضح ہو جائے۔

جنوبی پنجاب

قادیانی اور عیسائی مبلغوں کی یلغار

عبدالجبار خان

ایک چشم کشا رپورٹ

دیہی علاقوں میں ڈش انٹینا کے ذریعے مرزائیت کی تبلیغ ☆☆☆ خدمت خلق کی آڑ میں مسلمانوں کو مرتد بنایا جارہا ہے

جنوبی پنجاب کے درجنوں شہروں میں قادیانیوں اور عیسائیوں نے اپنی اپنی سرگرمیاں خاصی تیز کردی ہیں اور اپنے مذاہب کا کھلے عام پرچار کر رہے ہیں۔ ان علاقوں میں آباد مسلمان گھرانے اپنی محرومیوں اور معاشی مجبوریوں کے پیش نظر مرتد ہوتے جارہے ہیں۔ ان مذاہب کے رہنما غریب نادار طالب علموں اور مریضوں سے تعلقات استوار کرتے ہیں، انہیں مفت تعلیم دینے اور ٹیوشن پڑھانے کے انتظامات کرنے کے علاوہ غریب مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرنے اور مفت آپریشن کی سہولتیں فراہم کرنے اور انسانیت کی خدمت کی آڑ میں عیسائیت اور قادیانیت کو فروغ دینے کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق مسیحی مشنریوں نے اس مقصد کے لئے پاکستان کو بارہ زون میں تقسیم کرکے اپنے اپنے حلقے مقرر کر رکھے ہیں انٹرنیشنل مشن سمیت پروٹسنٹ اور کیتھولک مشنریوں سے سینکڑوں پاکستان مسلمان متاثر ہو چکے ہیں۔ معلومات کے مطابق انٹرنیشنل مشن کا ہیڈکوارٹر نیوجرسی امریکہ میں واقع ہے جبکہ پاکستان میں ان کا مرکز ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے ضلع لیہ میں انسٹی ٹیوٹ ٹیکنالوجی اینڈ موبائیل اسٹڈیز انٹرنیشنل مشن کے نام سے اہم ترین مرکز ہے اور چک نمبر 72 کے علاوہ چک نمبر 120 کی مکمل آبادی مسیحیوں کی آبادی ہے، اس کے خط و کتابت کا ایک دفتر ڈیرہ غازی خان میں بھی واقع ہے جہاں نہ صرف یہ اپنے مذہب کا پرچار کرتے ہیں بلکہ اس کی آڑ میں پاکستان کے خلاف جاسوسی کرنے میں بھی مصروف ہیں اور کچھ عرصہ قبل ایک مسیحی لارسن نامی ایک شخص ڈیرہ غازی خان کے انتہائی حساس علاقہ سے، جہاں اٹامک انرجی کمیشن کا ممنوعہ علاقہ ہے، جاسوسی کے الزام میں گرفتار کرنے کے بعد حکومت پاکستان نے اسے ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک سے نکال دیا تھا۔

معلوم ہوا ہے کہ 1978ء کے بعد سے مشنریوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے جو ویزا لگواتے وقت اپنے عزائم ظاہر نہیں کرتے یہ لوگ مفت تعلیم اور طبی سہولیات فراہم کرنے کی آڑ میں ملک بھر کے مسیحی مشنری اسلام کے بارے میں بے یقین کرنے اور عیسائیت کے قریب لانے میں دن رات کوشش کر رہے ہیں۔

عیسائی مشنریوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں نے بھی مذکورہ بالا علاقوں میں اپنی سرگرمیوں کو تیز کر دیا ہے اور بڑے شہر اور ان سے ملحقہ دیہی علاقوں میں مرکز قائم کرکے ڈش انٹینا کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر انہیں دعوت مرزائیت دے رہے ہیں علاوہ ازیں ان سادہ لوح عوام کو تحریص دلا کر ربوہ بھی لے جایا جاتا ہے اور ڈش کے ذریعے شام آٹھ بجے سے امریکہ سے چلنے والی مرزا طاہر کی تقریر سنوائی جاتی ہے۔ باقاعدہ تنخواہ دار قادیانی مبلغ منگوا کر مختلف علاقوں میں جو جاہل اور ان پڑھ مسلمانوں کو اپنے عقیدہ سے ورغلانے کا کام انجام دے رہے ہیں بلکہ بعض بے روزگار اور حالات سے ستائے ہوئے افراد کو ہدف بنا کر انہیں ربوہ لے جاتے ہیں۔ دریں اثناء یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ 12

> ایک اطلاع کے مطابق قادیانی علاء عدلیہ اور پارلیمنٹ کی جانب سے غیر مسلم قرار پانے کے باوجود نہ صرف اب تک خود کو مسلمان کہنے پر مصر ہیں بلکہ اب انہوں نے پاکستان کے وجود کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

اکتوبر کے بعد سے قادیانیوں نے آئین کی معطلی کا جواز پیش کر کے خود کو مسلمان کہلوانے کے علاوہ ملک بھر میں تبلیغی سرگرمیوں میں اچانک تیزی پیدا کر دی اور اس سلسلے میں ایک منظم اور مضبوط نیٹ ورک قائم کر لیا ہے۔ ملتان جیسے شہر میں کئی مقامات پر اپنے مرکز قائم کر کے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے عمل درآمد شروع کر دیا۔ ان علاقوں میں شاہ رکن عالم کالونی، کینٹ، گلگشت کالونی اور پل موج دریا جیسے علاقے شامل ہیں۔ ملتان کے ان قابل ذکر مقامات پر نہ صرف جمعۃ المبارک کے روز خطبے کے نام پر اجتماعات کئے جاتے ہیں بلکہ ہفتہ میں ایک بار رات کے وقت قادیانیوں کا اجتماع بھی ہوتا ہے جس میں تبلیغی سرگرمیاں بڑھانے پر غور کے علاوہ مبلغ اپنی اپنی کارگزاری پیش کرتے ہیں۔ ان قادیانیوں نے شہر کے مختلف علاقوں میں کوٹھیاں کرایہ پر حاصل کر رکھی ہیں جنہیں باقاعدہ ''مساجد'' کا درجہ دے رکھا ہے اور ان عمارات میں قرآنی آیات اور مرزا طاہر کی قد آور تصاویر آویزاں ہیں البتہ عوامی ردعمل اور قانونی کارروائی سے بچنے کے لئے ان کوٹھیوں کے مینار نہیں ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ملتان میں کینٹ کے علاقے میں قائم ایک حساس ادارے کے ریکروٹمنٹ آفس کے ساتھ ہی کوٹھی میں قادیانیوں نے اپنی ''مسجد'' بنا رکھی ہے اور تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں جبکہ دیگر علاقوں میں قادیانیوں نے بانجھ پن کے علاج کے دواخانے کھول رکھے ہیں جہاں علاج کے بہانے خواتین کو ورغلایا جاتا ہے۔

> ایک رپورٹ کے مطابق مسیحی مشنریوں نے اس مقصد کے لئے پاکستان کو بارہ زون میں تقسیم کر کے اپنے اپنے حلقے مقرر کر رکھے ہیں انٹرنیشنل مشن سمیت پروٹسٹنٹ اور کیتھولک مشنریوں سے سینکڑوں پاکستانی مسلمان متاثر ہو چکے ہیں۔

ایک اطلاع کے مطابق قادیانی علماء عدلیہ اور پارلیمنٹ کی جانب سے غیر مسلم قرار پانے کے باوجود نہ صرف اب تک خود کو مسلمان کہنے پر مصر ہیں بلکہ اب انہوں نے پاکستان کے وجود کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ تحریک احمدیہ نے اپنی ویب سائٹ میں شامل نقشے میں صوبہ پنجاب کے شہروں لالیاں، سرگودھا، مدھ رانجھا، پنڈی بھٹیاں، چنیوٹ اور ربوہ کو ہندوستان کا حصہ دکھایا ہے اور اس نقشے میں واضح طور پر ہندوستان کو نمایاں کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ ویب سائٹ پر کلمہ طیبہ اور پاکستان کے شہروں کو ہندوستان کا حصہ دکھانے کی خبریں عام ہوئیں تو قادیانیوں نے انتہائی چالاکی سے اس نقشے کو ویب سائٹ سے غائب کر کے فوری طور پر اپنے ایک پریس ریلیز کے ذریعے اس کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اب قادیانیوں کے ویب سائٹ پر مسلم ٹی وی احمدیہ کا لوگو تو موجود ہے لیکن مائیکرو سافٹ سے نقشہ غائب کر دیا ہے۔

> معلوم ہوا ہے کہ اگست 1996ء سے جولائی 1997ء کے دوران 30 لاکھ افراد کو قادیانی بنایا گیا تھا اور تحریک نے 22 شہروں میں ایک لاکھ ڈالر کے خرچ سے ''مساجد'' تعمیر کرائی ہیں جبکہ پانچ شہروں میں 25 لاکھ ڈالر کے خرچ سے تعمیرات جاری ہیں۔

علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ قادیانیوں نے کلمہ طیبہ بھی واضح طور پر شائع کیا ہے۔ قادیانیوں نے اپنی اس رپورٹ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود کہا ہے اور اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کا درجہ لکھا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ایشیا، آسٹریلیا، امریکہ، افریقہ اور یورپ کے 154 ممالک میں تحریک احمدیہ کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور ان کی کوششوں سے اب تک ان کے ارکان کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہو چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اگست 1996ء سے جولائی 1997ء کے دوران 30 لاکھ افراد کو قادیانی بنایا گیا تھا اور تحریک نے 22 شہروں میں ایک لاکھ ڈالر کے خرچ سے ''مساجد'' تعمیر کرائی ہیں جبکہ پانچ شہروں میں 25 لاکھ ڈالر کے خرچ سے تعمیرات جاری ہیں۔

یاد رہے صوبائی اسمبلی کی منظوری کے بعد پنجاب حکومت نے ربوہ کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھ دیا تھا لیکن اس کے باوجود ویب سائٹ میں چناب نگر کو ربوہ ہی لکھا گیا جبکہ امتناع آرڈیننس کی رو سے قادیانیوں کو ایسی اصطلاحات استعمال کرنا ممنوع ہیں جن سے ان کی مسلمانوں سے مماثلت کا شبہ پایا جاتا ہے۔

ضیاء الامت جنیوا میں عقیدہ ختم نبوت کا مقدمہ لڑتے ہیں

شہباز احمد چشتی ایم۔اے

حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اندرون ملک اور بیرون ملک ہر محاذ پر عقیدہ ختم نبوت کی بھر پور وکالت کرتے ہوئے مضبوط دلائل کے ذریعے امت مسلمہ کے اس اجتماعی عقیدے کا مقدمہ لڑا ہے اور اس میں شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔

اگست ۱۹۸۸ء میں جنیوا میں اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ انسانی حقوق کا اجلاس ہوا پیر صاحب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی خواہش پر جنیوا تشریف لے گئے وہاں آپ نے پاکستان پر لگائے جانیوالے الزامات کا مسکت جواب دیا۔

حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک محب جناب صادق علی زاہد صاحب نے ضیائے حرم کے ضیاء الامت نمبر میں ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری اور رد قادنیت کے عنوان سے ایک مفصل مضمون لکھا جس میں انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں کو یکجا کیا ہے ان میں ایک اکتوبر ۱۹۸۸ء کے ضیائے حرم کا وہ اداریہ بھی شامل ہے جس میں پیر صاحب نے اپنے دورہ یورپ اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں کی جانے والی کوششوں کی مکمل روداد ''فتنہ مرزائیت اور پاکستان'' کے عنوان سے تحریر کی حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت بینچ کا اجلاس ۳۰ جولائی ۱۹۸۸ء سے لاہور میں منعقد ہو رہا تھا اس اثنا میں صدر ضیاء الحق کا فون موصول ہوا کہ اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ انسانی حقوق کا اجلاس ۱۸ اگست سے جنیوا میں منعقد ہو رہا ہے وہاں مرزائیوں نے بڑا ادھم مچا رکھا ہے۔ پاکستان کے بارے میں انہوں نے پراپیگنڈہ بڑے زور و شور سے شروع کر رکھا ہے کہ پاکستان میں ان کو قتل کیا جا رہا ہے ان کو چن چن کر ملازمتوں سے نکالا جا رہا ہے ان کی عبادت گاہوں کو منہدم کیا جا رہا ہے ان کے افراد کو زدوکوب کیا جاتا ہے اور ہر قسم کے انسانی حقوق سے محروم کیا جاتا رہا ہے۔

صدر محترم نے مجھے حکم دیا کہ جنیوا جا کر پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کے گمراہ کن پراپیگنڈے کا جواب دوں چنانچہ گیارہ اگست ۱۹۸۸ء کو بھیرہ سے روانہ ہوا جنیوا پہنچ کر سفیر پاکستان سعید دہلوی صاحب نے مجھے وہاں کے حالات سے آگاہ کیا اور قادیانیوں کی طرف سے شائع شدہ مختلف قسم کے پمفلٹ وغیرہ دکھائے جن میں مرزائیوں نے حکومت پاکستان و پاکستانی عوام پر طرح طرح کے بے سروپا الزامات عائد کئے ہوئے تھے یہ پمفلٹ ایک مؤثر ہتھیار تھے ہم نے طے کیا کہ ہر روز دو تین ممبران کو دوپہر کے کھانے پر بلایا جائے اور انہیں حقیقت سے آگاہ کیا جائے چنانچہ ۱۴ اگست ۸۸ء تک روزانہ مختلف ممالک، کے نمائندگان کو ہم ڈنر یا رات کے کھانے پر بلاتے رہے اور قادیانیوں سے متعلق حکومت پاکستان کی فراخدلانہ پالیسی و عوام کے رعایتی سلوک کے بارے میں انہیں بریف کرتے رہے میں نے مدعوین کو دو تین اہم باتیں سمجھائیں ایک تو یہ جو آدمی جس نبی و رسول سے قلبی لگاؤ رکھتا ہے وہ اس کا امتی و پیروکار کہلاتا ہے مثلاً مسلمان حضرت موسیٰ و

عیسی علیہ السلام کو خدا کے نبی تسلیم کرنے کے باوجود یہودی و عیسائی نہیں بلکہ مسلمان ہیں کیونکہ ان کا خاص قلبی تعلق پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہے عیسائی حضرت موسیٰ کو نبی ماننے کے باوجود یہودی نہیں ہیں کیونکہ ان کا خاص تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے بالکل اسی طرح قادیانی حضرات حضرت موسیٰ وغیرہ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اللہ ماننے کے باوجود مسلمان نہیں کیونکہ ان کا خاص تعلق ایک جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کیساتھ وابستہ ہے۔ دوسری بات میں نے ان کو یہ ذہن نشین کروائی کہ تکفیر کا آغاز مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہوا ہے میں نے امثلہ و دلائل سے ثابت کیا کہ آغاز تکفیر مرزا قادیانی نے کیا اور اس کی کتب آج تک اس مسئلہ کی گواہ ہیں نیز قادیانی اکابر مرزا محمود و مرزا بشیر احمد و ظفر اللہ خان کا مسلمانوں سے بائیکاٹ کا طرز عمل ہمارے سامنے ہے نیز پاکستان میں قادیانیوں کو کسی جذباتی فیصلہ یا دباؤ کے تحت غیر مسلم قرار نہیں دیا گیا بلکہ انتہائی زیادہ غور وفکر اور سوچ بچار کے بعد قادیانیوں کو اپنے دفاع کا پورا پورا موقع فراہم کرنے کے بعد قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچ پائی تھی کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

تیسری بات میں نے یہ سمجھائی کہ قادیانی جو یہ شور مچا رہے ہیں کہ پاکستان میں ان کے انسانی حقوق پامال کئے جا رہے ہیں یہ گمراہ کن پراپیگنڈہ ہے پاکستان کے عوام بہت زیادہ فراخدل و رحم دل واقع ہوئے ہیں دیگر بے شمار اقلیتیں پاکستان میں رہائش پذیر ہیں کبھی بھی فرقہ وارانہ اختلاف پاکستان میں پیدا نہیں ہوئے نیز قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین کے بارے میں سوالات اٹھائے گئے اور میں نے ان کے جوابات دیئے میری کاوشوں اور اللہ کے فضل سے وہی ممبران جنہوں نے گزشتہ برس انسانی حقوق کے حوالے سے پاکستان پر تابڑ توڑ حملے کئے تھے اب کی بار جب اجلاس ہوا تو کسی ممبر نے بھی پاکستان کے بارے میں کوئی ایک لفظ ایسا نہ بولا جو پاکستان کی عزت و وقار کے منافی ہو۔

واپسی پر میں براستہ فرینکفرٹ (جرمنی) اسلام آباد آیا قیام فرینکفرٹ کے دوران قادیانیوں کے ایک وفد نے میرے ساتھ ملاقات کر کے اپنے کچھ اعتراضات کئے جن کا میں نے تسلی بخش جواب دیا نیز نماز ظہر کے بعد ایک عام جلسے کا اہتمام کر کے سوا دو گھنٹے تک عقیدہ ختم نبوت اور علامات مسیح موعود پر خطاب کیا اسلام آباد پہنچ کر میں نے فوراً جنیوا میں پاکستان کے سفیر جناب سعید دہلوی سے رابطہ کر کے فون پر پوچھا کہ ہماری کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا تو انہوں نے مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہیں کسی ممبر نے اب کی بار پاکستان کی مخالفت نہیں کی (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اکتوبر ۱۹۸۸ء)

مولانا شاہ احمد نورانی کی باتیں

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو میں اس وقت سکول میں پڑھتا تھا۔ شاید نویں دسویں میں۔ مجھے یاد ہے تحریک شروع ہونے کے بعد میرا دھیان کتابوں کے بجائے تحریک کی طرف ہو گیا تھا۔ ان دنوں مسجد وزیر خان اور دہلی دروازے کے باہر میدان میں تقریباً ہر روز جلسے ہوتے تھے۔ اکابر دھواں دھار تقریریں کرتے اور بعد میں زور و شور سے جلوس نکالے جاتے۔ ان جلسے جلوسوں میں شرکت میرا معمول بن گیا تھا۔ لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی تحریک زوروں پر تھی۔ اخبارات سے معلوم ہوتا تھا جیسے پورا ملک مرزائیوں کو اقلیت قرار دلانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا نام پہلے پہل میں نے اسی زمانے میں سنا۔ وہ کراچی میں تحریک کے لئے بڑی سرگرمی سے کام کر رہے تھے۔ پھر بعد میں جب منیر رپورٹ شائع ہوئی تو اس میں بھی ان کا نام نظر سے گزرا۔

اس کے بعد ایک عرصہ گزر گیا۔ نورانی میاں کا نام کبھی سننے میں نہیں آیا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے کچھ عرصہ قبل وہ اچانک ایک بار پھر اخبارات کے ذریعے سامنے آئے اور الیکشن کے بعد تو دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف چھا گئے۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۸ء تک وہ کہاں رہے؟ میرے اس سوال کے جواب میں نورانی میاں نے بتایا کہ اس دوران وہ تبلیغی مشن کے سلسلے میں ملک سے باہر رہے ہیں۔ یورپ، امریکہ اور افریقہ وغیرہ کے ملکوں میں شاید ہی کوئی مقام ایسا ہوگا جہاں وہ نہ پہنچے ہوں اور اسلام کی دعوت نہ پہنچائی ہو۔ بعض مقامات پر قادیانیوں سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ مثلاً نیروبی، دارالسلام، ماریشس اور لاطینی امریکہ میں سرینام، برٹش، گیانا اور ٹرینی ڈاڈ میں انہوں نے بڑے کامیاب مناظرے کیے اور وہاں مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ ان مناظروں کے نتیجے میں تقریباً چھ سو سے زائد مرزائیوں نے توبہ کی اور از سر نو حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔

اس دوران انہوں نے قادیانیت کے متعلق انگریزی زبان میں ایک ضخیم کتاب بھی لکھی جس میں ایک سو سے زیادہ آیات قرآنی اور تین سو سے زیادہ احادیث نبوی سے حضرت رسول کریم ﷺ کو آخری نبی ثابت کیا۔ نورانی میاں کی تبلیغی زندگی پر نظر ڈالیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا انہوں نے تمام عمر مرزائیت کے رد میں گزاری ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ ان کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی بھی بیرونی ممالک میں یہی اہم فریضہ انجام دیتے رہے۔

مجھے یاد ہے، پاکستان آنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں انہوں نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی کے بارے میں جاری کیا تھا۔ انہوں نے سب سے پہلا بیان یحییٰ خان کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمہارا قادیانی مشیر ایم ایم احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان تک ہمارے ہاتھوں سے نکل سکتا ہے۔ افسوس شاہ احمد نورانی کی یہ آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی بعد میں ہم نے دیکھا کہ شیخ مجیب نے معاشی بے انصافی کا نعرہ لگا کر مشرقی پاکستان کے مسلمانوں میں تعصب کا بیج بویا اور بنگالی یہ تک کہنے لگے کہ مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کے لئے شیخ مجیب الرحمٰن کو کچھ "پاسبان" یہاں کے صنم خانوں سے بھی مل گئے تھے۔ لیکن نورانی میاں کے بروقت انتباہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے قدرت نے ۱۹۶۸ء میں انہیں وطن اسی لئے واپس بھجوایا تھا کہ وہ اہل وطن کو آنے والے عظیم خطرہ سے آگاہ کریں۔

نورانی میاں جن دنوں قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دلانے کے لئے دن رات جدوجہد کر رہے تھے۔ میں کئی بار اسلام آباد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب بھی ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بڑی محبت سے ضروری حالات و واقعات بتائے۔ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس فتنہ کی ہلاکت آفرینی سے پوری طرح آگاہ ہیں اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اس کے لئے وقف کیے ہوئے ہیں۔

آپ کو شاید یہ سن کر حیرت ہو کہ تحریک ختم نبوت کے دوران قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کے اجلاسوں میں پوری ذمہ داری سے شرکت کرنے کے علاوہ انہوں نے تقریباً ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہات میں عام جلسوں سے خطاب بھی کیا۔ کسی نے سچ کہا ہے ~~~ ایں سعادت بزور بازو نیست

مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا۔ مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تنگ آ کر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پچاس سے زائد گلاس پانی کے مرزا ناصر روزانہ پیتا تھا۔ اسے یہ گمان نہیں تھا کہ اس طرح عدالتی کٹہرے میں بٹھا کر اس پر جرح کی جائے گی۔ سوالات اور جرح کی کارروائی کیونکہ ابھی پوشیدہ رکھی گئی ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت یہاں نہیں کی جاسکتی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ اپنا عقیدہ خود اراکین اسمبلی کے سامنے بیان کر گیا اور اس بات کا اعلان کر گیا کہ مرزا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح موعود اور امتی نبی ہے۔ جن اراکین اسمبلی کو قادیانیوں کے متعلق حقائق معلوم نہیں تھے۔ انہیں بھی معلوم ہو گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ دراصل یہ لوگ کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مرزا ناصر الدین ایک محضر نامہ کے ساتھ حاضر ہوا۔ خدا کی قدرت اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ دیکھئے کہ جس وقت مرزا نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا۔ اسمبلی کے اس بند ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا۔ سیدھا اس محضر نامہ پر آ کر گرا۔ جس پر وہ ایک دم چونکا اور گھبرا کر کہا: I am disturbed. سارے اراکین اسمبلی یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر چھت سے اس طریق سے گری ہو۔

ادارۂ تحقیق و طباعت

زاویہ



اور دیگر فکر انگیز علمی و تحقیقی کتابیں۔ قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیے یا براہِ راست ہمیں لکھیے

زاویہ 8۔سی دربار مارکیٹ لاہور فون: (042)7113553-(0303)6410692

رجسٹرڈ نمبر۔ C-P-L 590

حجۃ الواصلین غوث العارفین حضور قبلہ عالم

علیہ الرحمہ

پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری

اور

علیہ

قدوۃ السالکین، زبدۃ العاشقین حضور قبلہ عالم پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی ؒ

مرکزی سالانہ عظیم الشان

عرس مبارک

بمقام علی پور سیداں ضلع

بروز پیر،

بتاریخ یکم، 2، اکتوبر 2001ء

بنگاہ فیض و مستی

عارف ربانی، عالم حقانی حضور قبلہ عالم

پیر سید عابد حسین شاہ قدس سرہ

فخر لاثانی تاجدار علی پور سیداں شریف

زیر سرپرستی

جگر گوشہ فخر لاثانی حضور قبلہ عالم

پیر سید ظفر اقبال شاہ

زیب سجادہ، علی پور شریف

المشتہر

شیران اسلام پاکستان